نوائے افغان جہاد

محرم الحرام ۱۴۳۰ھ
جنوری ۲۰۰۹ء



ترکمانستان

افغانستان

جوزجان
بلخ
قندوز
تخار
بدخشاں
فریاب
بغلان
سَرپُل
نُورستان
بادغیس
پروان
کیسپیا
کنٹر
باجوڑ
ہرات
لَغمان
کابل
غور
ننگرہار
لُوگر
پشاور
خیبرایجنسی
پاراچنار
پکتیا
کوہاٹ
خوست
غزنی
شمالی وزیرستان
ارگون
بنوں
فراہ
پکتیکا
جنوبی وزیرستان
ٹانک
زَابل
ہلمند
قندھار
نمروز

پاکستان

ایران

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خراسان سے سیاہ پرچم بلند ہوں گے' جو جب تک اِیلیاء [بیت المقدس] میں نصب نہیں ہو جائیں گے' انھیں کوئی چیز واپس نہ کر سکے گی۔''
[ترمذی ۔باب الفتن]

(غازی انور پاشا، خلافت عثمانیہ کے امورِ حرب کے وزیر تھے۔ فلسطین، عراق، شام
اور کاکیشا کے محاذوں پر دادِ شجاعت دیتے رہے۔ اگست ۱۹۲۲ء کو ترکستان میں رُوسی کفار سے
لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان کا شہادت سے ایک روز پہلے اپنی شریکِ حیات کو لکھا گیا خط نذرِ قارئین ہے۔)

راحت جان ناجیہ سلطان!

تمھارا خط ملے کئی دن گزر چکے، آج سوچا جواب لکھ دوں۔ اگرچہ میں تمھارا حسین چہرہ نہیں دیکھ سکتا، تاہم تمھاری نرم و نازک انگلیوں کا تصوّر کر سکتا ہوں جو خط لکھتے ہوئے حروف اور سطروں کے ساتھ ساتھ دوڑتی رہی ہوں گی، وہی انگلیاں جو کبھی میرے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھیں۔ اب کہ میں تم سے بہت دور آگ اور خون سے کھیل رہا ہوں، تمھارے محبت بھرے دل کو یقیناً دُکھ ہو رہا ہوگا۔ تم نے لکھا ہے کہ میں جنگ اور تلوار سے جتنی محبت کرتا ہوں کسی اور چیز سے نہیں کرتا۔ ناجیہ! دنیا میں میں نے کسی سے محبت نہیں کی، صرف ایک تم ہو جس نے میرا دل مجھ سے چھین لیا ہے۔ تم پوچھو گی پھر میں تم سے جُدا کیوں ہوں؟

تمھارا یہ سوال بالکل بجا ہے۔ سُنو! میں تم سے اس لیے جُدا نہیں ہوا کہ مال و دولت کا طالب ہوں۔ نہ اس لیے کہ اپنے لیے تختِ شاہی حاصل کرنا چاہتا ہوں، جیسا کہ میرے دشمنوں نے مشہور کر رکھا ہے۔ میں تم سے صرف اس لیے جُدا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرض مجھے یہاں کھینچ لایا۔ 'جہاد فی سبیل اللہ' سے بڑھ کر اور کوئی فرض نہیں۔ یہی وہ فرض ہے، جسے ادا کرنے کی نیت ہی سے انسان جنت فردوس کا مستحق ہو جاتا ہے۔ 'الحمد للہ' میں اس فرض کی ادائیگی کی محض نیت ہی نہیں رکھتا، بلکہ عملاً انجام دے رہا ہوں۔ تمھاری جُدائی ہر وقت میرے دل پر آرے چلاتی ہے، لیکن میں اس جُدائی سے بہت خوش ہوں، کیونکہ یہی ایک محبت میرے راستے میں حائل اور میرے عزم و یقین کے لیے سب سے بڑی آزمائش بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میں اس آزمائش میں پورا اُترا اور اللہ کے حکم اور فرض کو اپنی محبت پر غالب کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ تمھیں بھی خوش ہونا اور اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ میں خود تمھاری محبت کو اللہ کی محبت پر قُربان کر سکتا ہوں۔

تم پر تلوار سے جہاد فرض نہیں، تاہم اس فرض سے مستثنیٰ بھی نہیں۔ کوئی مسلمان مرد اور عورت جہاد سے مستثنیٰ نہیں۔ تمھارا جہاد یہ ہے کہ اپنے نفس اور محبت پر اپنے اللہ کو مقدم رکھو۔ اپنے شوہر کے ساتھ حقیقی محبت کے رشتے کو اور بھی مضبوط کرو۔ دیکھو یہ دعا ہرگز نہ مانگنا کہ تمھارا شوہر میدانِ جہاد سے زندہ واپس آ جائے۔ یہ دُعا خودغرضی کی دعا ہوگی اور اللہ کو پسند نہ آئے گی۔ ہاں دعا کرو تو یہ کہ اللہ تمھارے شوہر کا جہاد قبول فرمائے، اسے کامیاب و کامران واپس لائے، ورنہ جامِ شہادت اس کے لبوں سے لگائے۔ وہ لب جو تم جانتی ہو، شراب سے کبھی ناپاک نہیں ہوئے، بلکہ ہمیشہ تلاوت اور ذکرِ اللہ سے معطر رہے۔

پیاری ناجیہ! وہ ساعت کیسی مبارک ہوگی، جب اللہ کی راہ میں یہ سر، جسے تم دنیا کا خوبصورت ترین سر کہا کرتی تھیں، تن سے جُدا ہوگا۔ وہ تن جو تمھاری نگاہِ محبت میں کسی مجاہد کا نہیں، حسن و جمال کے پیکر کا ہے۔

جانِ من! تم خوب جانتی ہو کہ اللہ کی خوشنودی اور رضا کا مجھے کس قدر شوق ہے۔ انور کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ شہید ہو جائے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ اس کا حشر ہو۔ دنیا چند روزہ ہے، موت یقینی ہے، پھر اس سے کیا ڈرنا! جب موت آنے ہی والی ہے، تو آدمی بستر پر کیوں مرے؟ شہادت کی موت، موت نہیں زندگی اور لازوال زندگی ہے۔ میری وصیّت یہ ہے کہ تم اپنے سب بچوں کو میری زندگی کے حالات سُنانا اور جب بڑے ہو جائیں، تو انھیں میدانِ جہاد میں اسلام کی خدمت کے لیے بھیج دینا۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا، تو یاد رکھو میں جنّت میں تم سے رُوٹھ جاؤں گا۔

اچھا ناجیہ میری جان، اللہ حافظ! نہ معلوم کیوں میرا دل زندر سے کہہ رہا ہے کہ شہید ہو جاؤں، تو صبر کرنا رونا دھونا نہیں، بلکہ میری سعادت اور خوش بختی پر 'فخر' کرنا۔

ناجیہ! اب میں اجازت چاہوں گا۔ اللہ کرے، ہم دونوں اب جنّت میں ملیں اور پھر کبھی ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہوں۔

تمھارا

انور

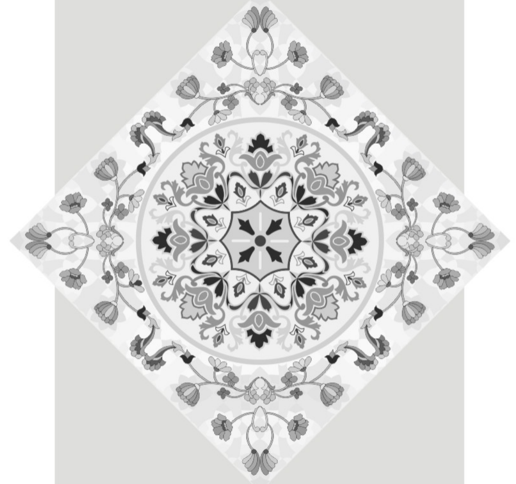
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہانہ

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر۲، شمارہ نمبر۱

ماہ محرم ۱۴۳۰ھ جنوری 2009



عنوانات

اداریہ

محترم قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ آئے روز ذرائع ابلاغ میں عصر حاضر کی صلیبی جنگ سے متعلق خبریں، تجزیے اور تبصرے ملاحظہ کرتے ہوں گے جو بیشتر اوقات مخلص مسلمانوں کے دلوں میں ابہام اور مایوسی پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ان تبصروں تجزیوں میں ذرائع ابلاغ کا منافقانہ کردار جھلکتا ہے۔یہ ذرائع ابلاغ حق و باطل کی لڑائی میں مکمل طور پر شریک ہوکر طاغوتی قوتوں کی پشتبانی کر رہے ہیں۔جس کی کئی وجوہات میں سے بنیادی اور اہم وجہ اللہ رب العزت کی عظمت وقدرت کی معرفت نہ ہونا' ایمان کی کمزوری اور حُب دنیا کا موذی مرض (وَھن) ہیں۔اللہ ہمیں ان سب سے محفوظ فرمائے۔آمین

- نوائے افغان جہاد چونکہ عام روایات سے ہٹ کر ہے، اس لیے آپ کو دوسرے جرائد و رسائل سے مختلف اور ممتاز نظر آئے گا۔
- نوائے افغان جہاد صورتحال کا درست تجزیہ کرنے کی ایک کوشش ہے۔
- نوائے افغان جہاد کے حوالے سے کوئی تجویز، مشورہ ضرور لکھئے۔
- نوائے افغان جہاد کو دوسروں تک پہنچایئے۔
- نوائے افغان جہاد کے تحریری سلسلے میں آپ بھی شریک ہو سکتے ہیں۔
- آپ ہمیں اپنی تحریر ان پیج فائل کی صورت میں درج ذیل برقی پتے (E-mail) پر ارسال کر سکتے ہیں۔

nawaiafghan@gmail.com

اپنی دُعاؤں میں دُنیا بھر کے مجاہدین کو یاد رکھئے۔

خونِ صحابہؓ ہی سے چودہ صدیوں کی پھلواری ہے

اسلام کا وہ پودا جو آج محض اللہ ہی کی نصرت سے ہرے بھرے تناور درخت کی صورت میں ہمارے سامنے ہے اس کی آبیاری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے مبارک خون سے کی اسی لیے تو آج اس کی جڑیں اس قدر مضبوط ہیں کہ کفر وطاغوت کے جھکڑوں اور طوفانوں میں بھی پوری آب وتاب کے ساتھ اپنی بنیادوں پر کھڑا ہے''اور یہ کھیتی اپنے کاشت کرنے والوں کے دلوں کو خوش کر رہی ہے اور کفار کے دلوں کے لیے غیظ وغضب کا سامان ہے'' کی کیفیت پیش کر رہا ہے۔ طائف کے ریگستانوں اور اُحد کی وادیوں میں اس کائنات کے سب سے مقدس ومحترم خون نے اسلام کی بنیادوں کو استحکام بخشا۔

اسلامی کیلنڈر کے پہلے ماہ محرم سے بارہویں ماہ ذوالحجہ تک پوری داستان ہی خون کی داستان ہے۔ یکم محرم کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مبارک خون نے شجر اسلام کو سیراب کیا دس محرم کو حُسینی قافلہ سر کٹوا کر سرفراز ہوا ہر ماہ اور ہر دن اسی داستان کا امین ہے بقول استاد المجاہدین عبداللہ عزام شہیدؒ ''قرنِ اوّل کی پوری نسل اسلام کے لیے کٹ گئی اور اسلام کی بنیادوں میں اُن کی ہڈیاں اینٹوں کی جگہ اور اُن کا خون گارے کی جگہ استعمال ہوئے

یہ ملتِ احمد مرسل ہے ایک ذوقِ شہادت کی وارث
اس گھرانے نے ہمیشہ مردوں کو سولی کے لیے تیار کیا

اسلام اور کفر میں بنیادی امتیاز ہی یہ ہے کہ اسلام میں اپنے آپ کو اللہ کے راستے میں قربان کرنے والا مطلوبِ حقیقی پا جاتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے کامیاب ٹھہرتا ہے، دین والوں کی نظر میں اس کا خاندان عزت والا ٹھہرتا ہے، مجاہدین اس خون سے جذبہ حاصل کرتے ہیں اور اس خون کا ایک ایک قطرہ کئی مردہ دلوں کو جلا بخش کر معرکۂ حق وباطل میں برسرِ پیکار کرنے کا اعزاز پاتا ہے۔ جبکہ کفر میں جان گنوانے والا رہتی دنیا کے لئے 'خسر الدنیا والاخرہ' کی تصویر بن جاتا ہے کیونکہ وہ اس عارضی زندگی کے لیے ہی تو سب کچھ کر رہا تھا جب یہ ہی نہ رہی تو سب کچھ لٹ گیا، وہ پیچھے رہ جانے والوں کے لیے نشانِ عبرت قرار پاتا ہے، اُس کی صف میں شامل سپاہی فرار اور جان بچانے کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا تو مخلص اور بےلوث ہوتا ہے اور عملاً یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ

مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اُڑا دو
جو تجھ پہ مٹ چکا ہے اُسے کیا غرض نشاں سے

اِس کے برعکس کفار تو قتل ہونے کو نقصان اور ناکامی قرار دیتے ہیں حقیقت میں ہے بھی تو یہ اُن کے لیے ناکامی ہی ہے۔ ایک صلیبی مفکر کے الفاظ میں ''دنیا میں ہر چیز کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے کہ ٹیکنالوجی کے مقابلے میں ٹیکنالوجی اور انسان کے مقابلے میں انسان، لیکن اُس انسان کا مقابلہ ناممکن ہے جو خود مرنے کی آرزو اور چاہت رکھتا ہو۔''

آج کا عالم کفر بھرپور ٹیکنالوجی سے مسلح ہو کر اسلام کو مٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے صلیبیوں کے سردار بش کے بقول ''دنیا کے نوے ممالک دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہمارے ساتھ ہیں'' تاریخ انسانی کا سب سے بڑا کفری اتحاد صلیب کے غلبے اور اسلام کو ختم کرنے کے لیے وجود میں آچکا ہے اس میں صلیبی بھی اور مسلم معاشروں کے مرتد حکمران اپنی افواج اور نظاموں سمیت مکمل طور پر صلیبیوں کے پرچم تلے کھڑے ہیں دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ اس 'صلیبی جنگ' میں ان کے معاون ومددگار ہیں۔ اس سب کے باوجود صرف اور صرف اللہ کی مدد اور نصرت کے سہارے مٹھی بھر مجاہدین پوری امّت مسلمہ کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ طُرفہ تماشا یہ ہے کہ یہ مخلصین طاغوت کے سامنے سینہ سپر بھی ہیں اور اپنوں کے دشنام بھی سہہ رہے ہیں لیکن ایک ایسی طاقت اور قوت کے سہارے کھڑے ہیں جو اگر ساتھ ہو تو ساری کائنات مل کر بھی بال بیکا نہیں کر سکتی یہ بات 'قادرِ مطلق' پر ایمان رکھنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں وگرنہ عقل کے پیروکار اور ٹیکنالوجی کے بت کے پُجاری تو اکیسویں صدی میں ایسی باتوں کو 'دیوانے کی بڑ' ہی قرار دیتے ہیں۔ کوئی قدردان ہوتا تو آج ان نوجوانوں کے پیر دھو دھو پیتا۔ ان ماؤں کو سلام کرتا جو امت کو آج بھی ایسے بچے جن کر دیتی ہیں، کہ جو ایمان اور توحید کی شمعیں روشن کرنے کے لیے ان قحط الرجال کے دور میں اپنا خون پیش کریں!!! پورا جہان ان کے مقابلے پر ہے اٹیکنالوجی، کا زور لگ گیا ہے۔ دنیا کوئی سہارا ان 'پہاڑوں کی چٹانوں پر نشیمن ڈال رکھنے والے وسائل سے تہی دامن شیروں کے حق میں باقی نہیں رہا مگر یہ اللہ کا سہارا لے کر کھڑے ہیں!!!! پوری دنیا ہل جانے کو ہے مگر یہ ہلنے کا نام نہیں لیتے!!! چند ناتواں بازو ہی تو ہیں کہ جن کے دم سے پوری امت آج بھی فخر سے سر اُنچا رکھ سکتی ہے!...... مگر ان کو قدردانوں کی کیا طلب!؟ ان کی قدر ہو تو عرش پر!!!! امت مسلمہ کے ایک ایک فرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس معرکے کو اچھی طرح سمجھ لے جو پورا عالمِ طاغوت 'دہشت گردی کے خلاف جنگ' (صلیبی جنگ) کے عنوان سے ہمارے خلاف لڑ رہا ہے اور جس میں دفاعِ امّت کے لیے بہت کم لوگ ابھی شریک ہیں بلکہ بہت کم لوگ اس سے حقیقی طور سے واقف ہیں جبکہ یہ معرکہ فیصلہ کن موڑ پر پہنچ رہا ہے۔

جہاد و خلافت سے خائف صلیبی دنیا

مولانا محمود الحسن عثمانی

سوشلزم اور کیمونزم کا مقابلہ امت مسلمہ نے بہت صحیح اور بروقت کیا جس کے نتیجے میں نا صرف روس پسپا ہوا بلکہ اس کے حصّے بخرے ہوگئے۔ روس کے بعد ملتِ کفر کی سرداری امریکہ کے ہاتھ آ گئی اور اس نے پوری دنیا میں اپنی حکمرانی کا خواب دیکھنا شروع کر دیا' عالم اسلام کو اپنا ہدف قرار دے کر کھلے اور چھپے اپنے منصوبے پر عمل درآمد کرنے اور عالم اسلام کے اندر اپنے اسی ایجنڈے کی تکمیل پر از سر نو جت گیا جس میں کچھ 'مجبوریوں' کے باعث کوئی صدی بھر کا تعطل آ گیا تھا اور جس میں سر فہرست اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ''خلافت'' کا امکان اس امت کے اندر اب ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے کیونکہ 'خلافت' ایک 'ڈراؤنا خواب' ہے جو آج اگر قائم ہو جاتی ہے تو ان کو ڈر ہے کہ کمزور قوموں کے وسائل ہڑپ کرنے اور 'تیسری دنیا' کے اندر لوٹ مچانے کے آزادیاں تو رہ گئیں ایک طرف، یہ (خلافت) ان کو بحر اوقیانوس کے دوسرے پار چھوڑ کر آئے گی، وہ بھی اگر یہ ان کے ساتھ 'پورا پورا حساب' کرنے پر نہ آئی ورنہ 'خطرہ' اس سے بھی کہیں بڑا ہے!

> **خلافت اور جمہوریت ایک دوسرے کی ضد ہیں' خلافت' نظام اسلامی کا خاصہ ہے جبکہ جمہوریت، نظامِ کفر کا دوسرا نام ہے اس لئے کفر پوری دنیا میں جمہوریت کا قائم کرنا چاہتا ہے۔**

''خلافت'' چونکہ ایک ایسا ادارہ ہے جو ایمان اور جہاد کی ایک خاص فضا میں قائم ہوتا ہے اور مسلم معاشروں، اسلامی تربیت اور تہذیبی پختگی کی ایک خاص سطح کو پہنچا ہونے کی عکاسی کرتا ہے، لہٰذا ''خلافت'' کے قیام کا امکان ختم کر دینے کا راستہ صرف اور صرف یہاں سے گزرتا ہے کہ اس امت کے اندر ایمان، عقیدہ، علم اور تربیت کے سب سوتے خشک کر دیئے جائیں، اس امت کو قرآن کا نام تک بھول جائے اور ''جہاد'' کا لفظ تو مسلمانوں کی قاموس سے ہی خارج کر دیا جائے کیونکہ جب بھی ''ایمان، عقیدہ، علم اور تربیت'' کے عمل نے ''جہاد'' کو جنم دیا اور یہ واقعہ امت میں کسی بڑی سطح پر رونما ہونے لگا ''خلافت'' کے سوا اس کی طبعی منزل تب کوئی ہو سکتی ہے اور نہ کسی مسلمان کے ذہن میں اس کے سوا کوئی بات فٹ بیٹھتی ہے۔ کیا یہ بات ان کے لئے پریشان کن نہیں کہ دین کی طرف آنے والا ایک معمولی فہم کا مالک مسلمان بھی ''خلافت'' کے سوال پر بہت جلد پہنچ جاتا ہے اور ''تاریخ'' پڑھنے والا تو ہر شخص یہ پوچھنے بیٹھ جاتا ہے کہ آخر یہ ''خلافت'' کیا چیز تھی؟

خلافت اور جمہوریت ایک دوسرے کی ضد ہیں' خلافت' نظام اسلامی کا خاصہ ہے جبکہ جمہوریت، نظامِ کفر کا دوسرا نام ہے اس لئے کفر پوری دنیا میں جمہوریت کا قائم کرنا چاہتا ہے۔ 'خلافت' جہاد کے بغیر قائم ہو ہی نہیں سکتی اِسی لئے قرنِ اوّل سے اب تک مخلِصین' مجاہدین نے جہاد ہی کو خلافت کے قیام کا ذریعہ سمجھا اور اسی ذریعے سے طاغوتی تسلط کا خاتمہ کر کے خلافت قائم کی۔ آج ہمارے مدرسوں اور تعلیمی نظاموں کی بابت اس قدر گہری تشویش اسی 'خوف' کی علامت ہے اور اس کو کسی چھوٹے سیاق میں لینا ہماری ایک بڑی غلطی ہوگی۔ بعید نہیں ہمارے 'تعلیمی نصاب' کسی وقت ان کی جنگوں یا کم ازکم ان کی پابندیوں کی بنیاد بن جائیں۔ علاوہ ازیں میڈیا خصوصًا ٹی وی کے نجی چینل اپنی تہذیبی جہتوں کے لحاظ سے قریب قریب آج یہاں یہودی ایجنڈے کا ہی دوسرا نام ہیں، جس پر ان کی محنت اس وقت دیدنی ہے۔ یہاں تک کہ یہاں کے زیادہ مقبول چینلوں پر 'اسلام' کے نام پر دی جانے والی تفہیم بڑی حد تک انہی کے مقاصد پورے کرتی ہے، خواہ وہ حقیقتِ دین کو مسخ کرنے اور اس امت کو اس کے علمی و فکری مسلمات سے محروم اور قرونِ سلف سے برگشتہ کرنے کے معاملہ میں ہو، خواہ بے دینی کو اسلام کے 'دلائل' سے لیس کرنے کے معاملے میں، خواہ مسلمانوں کے اندر ''امت'' کا تصور ختم کرنے کے موضوع پر، خواہ 'رواداری' کے باطل مفہومات پڑھانے، ولاء و براء کے عقیدہ کا خاتمہ کروانے بلکہ وحدتِ ادیان کی راہ ہموار کرنے کے معاملہ میں، اور خواہ ''جہاد'' کو 'اسلام سے انحراف' ثابت کرنے کے 'شرعی دلائل' دلوانے کے معاملہ میں.. اسلام کا یہ جدید 'ایڈیشن' عین وہ مقاصد پورے کرتا ہے جو مسلمانوں کو اپنی ایک اجتماعی قوت وجود میں لانے سے ہر قیمت پر روک دینے کا عمل یقینی بنائیں۔ سب جانتے ہیں مسلمانوں کی ایک اجتماعی قوت کے وجود میں آنے کا ہی دوسرا نام ''خلافت'' ہے۔

جو کچھ 'میڈیا' کے نرسنگے میں اس وقت پھونکا جا رہا ہے وہ اسی ایجنڈے کا حصہ ہے جو ایک خاص شیطانی منصوبہ بندی اور کمال تیز رفتاری کے ساتھ یہاں آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ جتنا ان لوگوں کے پاس وقت کم ہے، اس کے پیشِ نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عنقریب وہ مسلم معاشروں میں 'انتہائی اقدامات' اٹھائیں گے۔ اب وہ وقت نہیں کہ مسلمانوں کے 'جذبات' کا خیال کرتے ہوئے اپنے کام کو یہ بلا ضرورت مؤخر کرتے جائیں اور عشروں کے حساب سے وقت مزید 'ضائع' کریں!

بلا شبہہ ان کو احساس ہے کہ وہ بہت لیٹ ہو گئے ہیں اور گھڑیوں کو

۱۸۶۰ء تا ۱۸۹۰ء کی دہائیوں تک پیچھے نہیں لایا جاسکتا، جب مسلمان اس خوابِ غفلت سے ابھی اٹھ ہی نہ پائے تھے اور ہمارے پڑھے لکھے ہونے کی علامت صرف یہ مانی جاتی تھی کہ ہم ان کی انگلی پکڑ کر چلیں اور قدم قدم پر ان سے پوچھیں کہ آگے کدھر کو چلنا ہے، اور جب ابھی عالمی جنگوں کی وہ آندھیاں افق پر نہ دیکھی جانے لگی تھیں جن کے اٹھ آنے کے باعث کچھ دیر کے لئے ان کو ہم سے انگلی چھڑا کر اور (کسی حد تک) ہمیں اپنے حال پر چھوڑ کر اپنے گھر جانا پڑ گیا تھا، اور جس کے باعث ان کے کئی دور رس پروگرام بیچ میں رہ گئے تھے، اور پھر سرد جنگ نے ان کی گھڑیاں پون صدی مزید آگے کرادیں، جبکہ اسلام کی پو پھٹنے کا عمل اس دوران برابر جاری رہا___ اب سورج قریب قریب چڑھ آیا ہے اور 'ہوش' میں آنے کی ضرورت ہم سے زیادہ شاید ان کو ہونے لگی ہے!

کسی نے اگر ان قوموں کے مابین رہ کر دیکھا ہے تو وہ اندازہ کر سکتا ہے

مجاہدین نے نائن الیون کے عظیم معرکے کے ذریعے جو بڑے اہداف حاصل کیے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امریکہ اور اس کے تمام ترحواریوں کو اپنی سرزمین پر بلا کر 'سبق' سکھایا جائے چنانچہ مجاہدین کی یہ حکمت عملی کامیاب رہی۔

کہ انہیں اپنی قوموں کو جوش اور حمیت میں لانے کیلئے آج کتنے پاپڑ بیلنے پڑ رہے ہیں اور صلیبی جنگوں کے طبل بجانے کیلئے منافقت اور لفاظی کے ایسے ایسے اسلوب اور میڈیا کے ایسے ایسے ہتھکنڈے استعمال کرنے پڑ رہے ہیں کہ صلیبی جنگوں کے یہ نقارے عالم اسلام کو بھی نہ سنیں مگر ان کی اپنی قوموں کو پوری طرح 'سمجھ' بھی آجائیں!

اس جلد بازی میں بلاشبہ وہ کچھ ایسی فاش غلطیاں کر بیٹھے ہیں جو ان کے کام کو اور بھی الجھا دیں اور جس چیز سے وہ ڈر رہے ہیں اسے اور بھی قریب کر دیں.

بہتوں نے ان کو مشورہ دیا تھا کہ وہ افغانستان اور عراق کے اندر مہم جوئی نہ کریں کیونکہ جہاد اور اسلامی بیداری کی جس لہر کا خاتمہ کرنا اس عمل سے ان کا مقصود ہے وہ اس سے اور بھی توانا اور جوان ہو سکتی ہے اور یہ کہ اس سے مسلم امت کے وہ طبقے بھی جو اس جنگ میں نسبتاً غیر جانبداری پر مجبور ہو جائیں گے بلکہ تو وہ طبقے جو ان مغربی طاقتوں کے مفادات کیلئے یہاں عالم اسلام کے اندر کام کر رہے ہیں خود ان کا کام اس صورت میں حد درجہ مشکل ہو جائے گا۔

لیکن ان کا کہنا تھا کہ وہ اس خطرے کو پلتا ہوا آخر چھوڑ کیسے دیں خصوصاً افغانستان میں اہل اسلام کی قوت ہر طرف سے آ آ کر اکٹھی ہو رہی ہے اور مختلف صلاحیتوں اور شعبوں کے ماہرین جو امت کا درد رکھتے ہیں اور جن کی دنیا بھر کے اندر اب کوئی کمی نہیں، جب کہ یہاں مسلمانوں کے بنیادی منصوبوں اور امت کے فنی وتربیتی طور پر کچھ بہت ہی اسٹریٹجک انفراسٹرکچر پروگراموں پر کام شروع کر دیا گیا ہے، غرض یہ کہ 'امارتِ اسلامی افغانستان' ایک صحیح اور شرعی خلافتِ اسلامی کی بنا تھی جبکہ اس کی نصرت کیلئے ساتھ میں برصغیر کے مسلمانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے اور اس کے پیچھے پورے عالم اسلام کا ایک لامتناہی سلسلہ، تو یہ کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے؟ اس کے برعکس، ان کا خیال تھا کہ افغانستان میں فتح کے جھنڈے گاڑتے ہی یہ پڑوس کے دیگر خطوں کی جانب متوجہ ہوں گے، خصوصاً اُس 'خطے' کی جانب جس کے اندر، بقول نیوز ویک، 'جہاد' دراصل پل رہا ہے اور جہاں سے بیٹھ کر مجاہدین دراصل تقویت پا رہے ہیں!

وہ یہاں ہمیں تہس نہس کرنے آئے تھے اور اپنی نسلوں کیلئے یہاں پائے جانے والے صدیوں تک کے خطرات کا آخری حد تک قلع قمع کر دینے۔ اس بار کسی ترس کھانے کی ان کے پاس گنجائش تھی اور نہ کسی نرمی کی۔ اس صلیبی جنگ میں افغانستان اور عراق نہیں بلکہ امت مسلمہ ہدف پر ہے۔ مگر معاملہ اتنا سادہ نہیں نکلا جتنا کہ وہ سمجھ رہے تھے۔ اس مشن کا پہلا ہی مرحلہ سر نہ ہو سکا۔ B52 اور ڈیزی کٹر کا کام بہت جلد پورا ہو گیا مگر یہ 'فتح' ایک دلدل تھی جس میں وہ مسلسل دھنستے جا رہے ہیں۔ وہ سب خدشات جو اس مہم سے ان کو لاحق ہو سکتے تھے سچ ثابت ہو رہے ہیں البتہ وہ سب فوائد جو اس سے وہ حاصل کرنا چاہتے تھے عنقا ہیں۔ یہ ایک اتنا بڑا جوا ثابت ہوا جو ایک 'بوڑھے جواری' کے کھیلنے کا ہرگز نہ تھا! جو اقریب قریب ہارا جا چکا ہے۔ مجاہدین نے نائن الیون کے عظیم معرکے کے ذریعے جو بڑے اہداف حاصل کیے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امریکہ اور اس کے تمام ترحواریوں کو اپنی سرزمین پر بلا کر 'سبق' سکھایا جائے چنانچہ مجاہدین کی یہ حکمتِ عملی کامیاب رہی اور نا صرف امریکہ بلکہ پورا سرمایہ دارانہ نظام ہی زمین بوس ہونے ہی کو ہے۔ واللہ المستعان

بہرحال 'صلیبی دنیا' کی اس غلطی نے کہ وہ اپنے لاؤ لشکر سمیت یہاں اتر آئے اور بندوق کی نوک پر ہمیں اپنی مرضی کی جہت دیتے ہوئے عالم اسلام میں مغربی مفادات کا تحفظ یقینی بنائے بلکہ قوت کے استعمال کے ذریعے ہم سے اپنے اہداف چھڑوا کر اپنی مرضی کے اہداف دے کر جائے 'صلیبی دنیا' کی اس غلطی نے حالات کو ناقابل اندازہ تیز کر دیا ہے اور عین اسی سمت میں معاملے کو کمال سرعت کے ساتھ بڑھا دیا ہے جو بصورت دیگر شاید ابھی کئی عشرے لیتی۔ قدیم صلیبی دنیا جس چیز کو دور سے دیکھ کر ڈرتی تھی اس کے امریکی 'چارہ گروں' نے اسے اس کے لئے بے حد قریب کر دیا ہے۔ صلیبی مغرب چاہے تو اب اپنی گھڑیوں کی سوئیاں آدھ پون صدی اور آگے کر لے!



امیر المومنین ملا محمد عمر مجاھد کا عیدالاضحیٰ پر خصوصی پیغام

ذلک ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب (**الحج. ۳۲**)

قال النبی ﷺ والحج المبرور لیس له جزأ الا الجنة (متفق علیه)

الحمد لله الکبیر المتعال الذی نصر عبده واعز جنده وهزم الاحزاب وحده والصلاة والسلام علی قائد المجاهدین اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی آله وصحبه العزالمیا مین وعلی سائر المجا هدین فی سبیل الله ومن تبعهم با حسان الی یوم الدین وبعد

میں مسلم اُمہ، غمزدہ افغان بہادر وشجاع مسلمان قوم اور تمام مجاہدین کو تہہ دل سے عیدالاضحیٰ کے اِس عظیم دن کی مناسبت سے مبارک باد کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ بابرکت دن تمام مسلم امت خصوصاً شہداء اور قیدیوں کے اہل خانہ کو صبر اور خوشی سے گزارنے کی ہمت اور توفیق دیں اور ہمارے اہلِ ثروت بہن بھائیوں کو توفیق عطا فرمائیں کہ وہ بہادر شہداء، مظلوم قیدیوں اور مجاہدین کے خاندانوں، بیواؤں اور یتیموں کو اس خوشی میں شریک کرتے ہوئے ان کی ضروریاتِ زندگی کا خیال رکھیں اور اسلامی اخوت کی مثال پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حجاج کے حج کو قبول فرما کر اور امت کے حق میں اُن کی دعاؤں کو مستجاب فرمادیں، آمین۔

ٹیکنالوجی کے بے دریغ استعمال نے کوئی نتیجہ نہیں دیا۔ اِس بات کو بھی ذہن نشین کرلو کہ تمھارے لیے مزید ملکوں پر قبضہ اور تعمیرِ نو کے نام پر اپنے ناجائز مقاصد تک پہنچنا ناممکن ہو چکا ہے۔

تم مزید فوجیں بھیجنے پر کامیابی کی جو اُمید رکھتے ہو وہ بالکل دھوکہ ہے، کیونکہ فوجوں کی کثرت جنگ کو طول دے کر اس کے دائرے کو وسیع کر دے گی پھر روزانہ درجنوں جھڑپوں کے بجائے سینکڑوں جھڑپیں ہوں گی اور اب تمہارے ہر ماہ سینکڑوں فوجی مردار ہوتے ہیں اس کے بعد تمہارے لاڈلوں کی اموات ہزاروں میں ہوں گی جس سے تمھارے عوام شدید بدحواس ہو جائیں گے اور تم خواب میں بھی کبھی امن کا تصور نہ کر سکو گے۔

افغانستان میں جارح طاقتیں طیاروں اور بموں کے زیر سایہ، جارحیت کو دوام بخشنے کے لیے مزید فوجیں لانے کے ساتھ ساتھ امن مذکرات کے بھی خواہاں ہیں۔ کسی بھی انسانی معاشرے میں امن مذاکرت بندوق کی نوک پر نہیں کیے جا سکتے ہیں اور کفار اِس خیال میں نہ رہیں کہ مجاہدین کی قیادت تمہارے بے بنیاد وعدوں اور اپنے اقتدار کے لیے جہادِ فی سبیل اللہ سے دست بردار ہو جائیں گے۔

صلیبی کفار کا یہ تصور بھی غلط ہے کہ قومی لشکر کے نام سے افغانوں کو اپنی ذاتی

اب ہر ماہ تمہارے سینکڑوں فوجی مردار ہوتے ہیں اس کے بعد تمہارے لاڈلوں کی اموات ہزاروں میں ہوں گی

عیدالاضحیٰ کا دن مسلم اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی ایک یادگار ہے، یہ دن ہر مسلمان کو اپنے رب کی راہ میں قربانی کا سبق دیتا ہے، اگر کوئی حقیقی مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان کی قربانی کے لیے آمادہ ہو تو دنیا و آخرت کی سرفرازی اور عزت حاصل کر سکتا ہے، اسلام کا غلبہ مومنوں کی قربانیوں میں پوشیدہ ہے۔ اسلام کا کوئی دشمن مومنوں کے مقابل نہیں ٹھہر سکتا۔ آج ہم نے صرف اللہ کی نصرت کے سہارے خالی ہاتھ اور کمزور وسائل کے ذریعے طاقتور دشمن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔

میں اپنی مظلوم قوم پر حملہ آوروں کو ایک بار پھر واضح طور پر کہتا ہوں کہ تمہارے لیے یہ ایک بہترین موقع ہے کہ اب اپنی فوجوں کو نکالنے کے لیے فوراً کوئی حکمتِ عملی وضع کرو، اگر تم ہمارے گھروں کو مسمار کر کے ہمارے بھائیوں کو شہید کرتے رہو گے تو یاد رکھو کہ تم مجاہدین کے ہاتھوں عبرت کا نشان بن کر رہو گے، تم اپنے فوجیوں کی ہلاکتوں کو دنیا سے چھپانے میں ناکام ہو چکے ہو اس لیے اس ناکام جنگ کو جاری رکھنے کا کوئی جواز تم اپنی قوم کے سامنے پیش کرنے میں ناکام رہو گے۔

ایسی حالت میں تم خود بھی کبھی کبھار اِس حقیقت کا اعتراف کرتے ہو کہ اب مزید وقت نہیں کہ افغانستان میں ہماری فوجوں کی تباہی اور وسائل کی بربادی کا یہ سلسلہ جاری رہے اور یہ بھی مانتے ہو کہ گزشتہ سات برس کے دوران ہماری طاقت اور جدید

مفادات کی غرض سے مجاہدین کے ساتھ دست وگریباں کر دیں، کیونکہ کوئی حقیقی مسلمان اتنا ناسمجھ نہیں ہے کہ غیر ملکی حملہ آوروں کے مفادات کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے لڑ کر اپنی جان اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ افغان قوم ہمیشہ عقیدے کے لیے قربانی دیتی ہے اور اسی عقیدے کی بنیاد پر لڑ رہے ہیں۔ عقیدے کی لڑائی صرف اسلام کے دشمنوں کے ساتھ ہی لڑی جا سکتی ہے۔

میں دنیا بھر کے لوگوں کو یہ کہتا ہوں کہ عالمی معیشت جو آجکل متزلزل ہے اس کا بنیادی سبب امریکی جنگی پالیسی اور جارح سیاست ہے، جس کے منفی اثرات دنیا کے گوشے گوشے تک پھیل چکے ہیں لہٰذا اس پر قابو پانا سب کی ذمہ داری ہے۔

میں اپنی غیور مسلمان قوم کو ایک بار پھر آگاہ کر دوں کہ

الف: اپنی تاریخ کو زندہ رکھتے ہوئے قابض دشمن کے مقابلے میں مجاہدین کے ساتھ مزید تعاون کو جاری رکھیں۔

ب: مجاہدین کی حمایت تمہارا مذہبی فریضہ اور ذمہ داری ہے۔ بیرونی حملہ آور کفار اور اُن کے مقامی مرتد ایجنٹوں کے بے بنیاد پروپیگنڈوں کے فریب میں نہ پڑو۔

ج: نام نہاد انتخابات کے ڈرامے سے دور رہو کیونکہ حقیقی رائے شماری

واشنگٹن میں ہوتی ہے اور یہ نام نہاد حکمران تمہارے انتخاب سے نہیں بلکہ واشنگٹن کی مرضی سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ اگر ہزار دفعہ بھی تمہارے گھر امریکی بموں سے تباہ ہو جائیں، پھر بھی ان حکمرانوں سے کوئی امید وابستہ نہ رکھنا کیوں کہ یہ حکمران صرف دکھلاوے کی چیز ہیں اس لیے ان سے تمہاری امید بے فائدہ ہے۔

د: دیکھیے! کبھی بھی شاہ شجاع، ببرک کارمل، اور موجودہ حکمرانوں کے درمیان فرق نہ کریں ان تمام کی حیثیت برابر ہے، جیسا کہ آپ ان سے بخوبی واقف ہیں۔

اور اب چونکہ قابض دشمن شکست سے دوچار ہے، آپ سے ایک اہم گزارش ہے، وہ یہ کہ ہمیشہ دشمن کی فوجی شکست کے بعد ہم کامیابی سے محروم اس لیے رہ جاتے ہیں کہ دشمن اپنی خفیہ چالوں کے ذریعے ہمیں مستحکم قیادت سے محروم رکھتا ہے۔ روسی شکست کے بعد ایسا ہی ہوا کہ اختلاف، ظلم اور جنگ کی آگ ہماری دہلیز پر پہنچ گئی۔ ہماری تباہی اور شکست کا سب سے بڑا سبب روسی شکست کے بعد متحد اور مضبوط قیادت کی عدم موجودگی اور اجنبیوں کی خفیہ سازشیں تھیں۔

اب بھی قابض چاہتے ہیں کہ اپنی شکست کے بعد ہمیں ایک بار پھر علاقائی اور نظریاتی بنیادوں میں تقسیم کر کے باہم دست و گریبان کر دیں۔ دشمن خفیہ اور اعلانیہ طور پر ہمیں تقسیم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں، بعض ایجنٹوں کو صرف اس کام پر لگا رکھا ہے کہ وہ ہمارے درمیان میں لسانی اور علاقائی نفرتوں کو ابھاریں اور افغانستان کو مشکل میں مبتلا کر دیں۔ اس کے سد باب کے لیے ہر ایک کو ہوشیار رہنا چاہیے۔ تا کہ دشمن کی شکست کے بعد شریعت کا نظام بہترین طور پر چلایا جا سکے۔

ہمارے دین اسلام نے ہمیں ہر قسم کی قوم پرستی اور تعصب سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے ہمارا صرف ایک ہی رشتہ ہے، وہ ہے اسلام۔ ہر مسلمان ہمارا اعزیز از جان بھائی ہے اس لیے کہ اسلام نے تمام مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ ہم میں نہیں جو تعصب کی خاطر جنگ کریں۔" (ابوداؤد)

ہم سب کو چاہیے کہ مسلمانوں کی سرزمین کی حفاظت اور دین کی سربلندی کے لیے مکار دشمن کی تمام مکروہ عزائم اور پالیسوں پر نظر رکھیں۔

میں اُن بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں جنہوں نے روسی جارحیت کے خلاف جہاد کیا ہے کہ آیئے! اب متحد ہو کر ایک دوسرے کو گلے لگا لیں ماضی میں آپ مختلف تجربات کر چکے ہیں اگر ہم متحد ہو جائیں تو ہم نہایت مضبوط قوم ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمارے سامنے نہیں آ سکتی ہے۔ دنیا کے حالات پر نظر رکھنے والے تجزیہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی افغانی پارٹی صلیبی اتحاد سے تعاون نہ کرتی تو افغانستان پر کفار مسلط نہیں ہو سکتے تھے۔ میں ہر مخلص مسلمان بھائی کو تہہ دل سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

میں تمام عالم اسلامی بالخصوص عرب ممالک کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ عراق اور فلسطین کے مخلص مجاہدین کے ساتھ جان و مال کے ذریعے تعاون کریں اور اسلامی تاریخ کے اس نازک موڑ میں اپنی شرعی ذمہ داری کو کما حقہ ادا کریں خاص طور پر صاحب علم حضرات پر لازم ہے کہ وہ مجاہدین کی سرپرستی اور رہنمائی کریں۔ مجھے یقین ہے کہ افغانستان کی مانند وہاں بھی جہاد کی برکت سے عنقریب محکوم قومیں آزادی اور اسلامی شریعت سے مستفید ہوں گے۔

افغانستان کے ہمسایہ ممالک اس بات کو بخوبی سمجھ لیں کہ امریکہ کی متکبرانہ سیاست اور اس کی غلامی میں سراسر تمہارا نقصان ہی نقصان ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ امریکہ تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہوگا جب تک وہ تمہاری فوجی، علمی اور معاشی قوت کو ختم نہ کر دے اس بات کو اب تجربے نے ثابت کر دیا ہے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

آخر میں، میں اپنے مجاہدین کو عید کی مبارک باد اور استقامت کی دعا کے ہمراہ ایک بار پھر اپنی شرعی ذمہ داری کی رو سے چند ضروری باتیں گوش گزار کرتا ہوں۔

الف: اپنی نیتوں اور اعمال کو شریعت کے تابع رکھیں۔
ب: تمام جہادی کام احتیاط، تدبیر کے ساتھ سرانجام دیں۔
ج: مستند اطلاع اور شواہد کے بغیر کسی فرد کے خلاف کارروائی مت کریں۔
د: کسی کو سزا دینے میں احکاماتِ شریعت کی مکمل اتباع کریں جلد بازی اور جذبات سے احتراز کریں۔
ہ: مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کو مضبوط اور بہتر رکھیں۔
و: مسلمانوں کی جان و مال کا مکمل خیال رکھیں۔
ز: دشمن کی چالوں سے باخبر رہیے۔
ح: وہ جرائم پیشہ اور وحشی مسلح گروہ جو تاجروں اور مالداروں سے بندوق کی نوک پر رقم چھیننے اور اغوا برائے تاوان کی وارداتوں میں ملوث ہوتے ہیں ان کا مستحکم سد باب کریں اور اگر ان پر قابو پائیں تو انھیں لازماً شرعی سزا دیں کیونکہ مسلمان عوام کی جان و مال کی حفاظت جہاد کے اعلیٰ مقاصد میں سے ہے۔

میں عید (۱۴۲۹ ہجری) کے مبارک ایام میں کابل پُل چرخی جیل میں درجنوں قیدیوں کی بہیمانہ قتل کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ اس قسم کی بزدلانہ کارروائی دشمن کی گھبراہٹ کی علامت ہے۔ ان شہداء کی قبولیت کے لیے دعا گو ہوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ لہو اسلامی نظام کے نفاذ اور ظالموں کی بربادی کے لیے اہم سنگِ میل بنے گا۔ امارتِ اسلامی کے دلیر مجاہدین ان اسیر شہداء کے قاتلوں کو شرعی سزا دینے میں دیر نہیں کریں گے۔ بالآخر فرعونِ وقت اپنے کیے اعمال کی سزا کا مزہ دنیا اور آخرت میں چکھیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

جہاد کی مکمل کامیابی اور کفار کی مکمل شکست و رسوائی کے لیے دُعا گو۔

والسلام

خادمِ اسلام امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد



خُراسان ــــ سرزمینِ انصارِ مہدی

عبدالھادی

علومِ اسلامیہ میں تاریخ کی اہمیت سے انکار کسی بھی صورت ممکن نہیں ۔ قرآن کریم میں اس عالمِ فانی کی کتنی ہی قوموں کے عروج وزوال سے انسانوں کو آگاہ کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ رسول اکرم ﷺ نے کتنی ہی قوموں کی پیش قدمی اور پست قدمی سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ رکھا اور صحابہ کرام کی صورت یہ داستانیں ہم تک منتقل ہوئی ہیں۔انسانی تاریخ کارناموں اور کارگزاریوں کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ ایک کسوٹی بھی ہے کہ جس کی صورت خیر وشر اور نیکی و بدی کو پرکھا جاتا ہے۔تاریخ ہمیں ماضی کا آئینہ دکھا کر حال اور مستقبل کی اصلاح کی جانب موڑتی ہے ۔جس طرح اپنا حافظہ کھو کر انسان اپنی شخصیت کھو دیتا ہے اسی طرح تاریخ سے بے نیازی اور بے اعتنائی برتنے سے قومیں بھی اپنے عروج اور اپنی ہستی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون (سورہ الروم،۴۱)

''خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا ۔ اس لئے کہ انہیں ان کی بعض کرتوتوں کا پھل چکھا دے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آ جائیں''۔

ہمارا ایمان ہے کہ مخبر صادق ﷺ کا ہر عمل اور آپ کی زبانِ پاک سے ادا ہوا ہر لفظ ہمارے لئے دنیا کے اندھیر اور چوپٹ راستوں میں پہاڑی کے چراغ کی صورت منزلوں سے آشنائی کا اولین ذریعہ ہے ۔ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ

'خراسان سے سیاہ پرچم برآمد ہوں گے جو جب تک ایلیاء(بیت المقدس) میں نصب نہ ہوجائیں گے انہیں کوئی چیز واپس نہ کر سکے گی۔ (ترمذی۔باب الفتن)

پہلوی اور اوسطن زبان میں بشارت والی اس سرزمین خراسان کے معنی ''چڑھتے سورج کی سرزمین'' ہیں۔خلافت راشدہ کے دور میں قدیم فارس کے مشرقی اور قدیم ہند کے درمیانی حصوں کو خراسان کہا جاتا تھا۔خراسان میں موجودہ ایران کے علاقے (تس وغیرہ)،نیشاپور،افغانستان (پشتون پٹی بشمول ہرات،خوست،بلخ،غزنی اور کابل وغیرہ)،ہندوستان کے کچھ حصے (پاکستان کے قبائل اور دریائے سندھ تک کے علاقے) ترکمانستان (مرو وغیرہ)،ازبکستان (سمرقند،بخارا اور خیوا وغیرہ) اور تاجکستان (کھوجند، پنجکند وغیرہ) شامل تھے ۔تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایران کی موجودہ سرزمین ہمیشہ سے ہی اسلام کے خلاف استعمال ہوئی ۔سو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کہ رسول مہربان ﷺ کی اس بشارت کے شریک کاروں میں (ایران کے غدار انِ اسلام کو نکال کر) افغانستان کے مجاہدین مخلصین، پاکستان میں قبائل کے غیور مسلمان اور ترکمانستان،ازبکستان اور تاجکستان کے سخت جاں سرفروش شامل ہوں گے (ان شاءاللہ)

امت مسلمہ کی غیرت و سرفروشی کی تاریخ کا کوئی گوشہ،امارت اسلامیہ افغانستان کے جفاکش اور بہادر مسلمانوں کی دین اسلام کے لئے دی گئی قربانیوں کے تذکرہ سے خالی نہیں ہے۔یہ وہ علاقہ ہے کہ جس کے باسیوں نے ہمیشہ سے ہی اسلام کو ہر چیز سے مقدم رکھا،اسلاف کے ان عظیم وارثان نے ایثار و قربانی کی وہ داستانیں رقم کی ہیں کہ مؤرخ جب تاریخ لکھیں گے تو ان مبارک داستانوں کو سنہرے اوراق میں سجایا جائے گا۔

رسول مہربان ﷺ کی بشارتوں کے حق دار جہاں امارت اسلامیہ افغانستان کے سرفروش ہیں وہیں ان مبارک فرمودات کے مصداق،امارت اسلامیہ کے پڑوسی،آزاد قبائل اور دریائے سندھ تک کے وہ فرزند بھی ہیں کہ جو سنگلاخ چٹانوں میں غیرت وحمیت کی نئی تاریخ مرتب کر رہے ہیں۔عراق میں اپنی پسپائی کے بعد رزیل صلیبی لشکر،امارت اسلامی افغانستان میں اپنی مکروہ چالوں اور ہتھکنڈوں کے باوجود ہر گزرتے دن کیساتھ سرفروش مجاہدین اسلام کے ہاتھوں اپنی شکست پر مہر ثبت کروا رہا ہے ۔اللہ رب العزت کی رحمت سے صلیبی گماشتوں کی اس شکست میں جہاں افغانستان کے مجاہدین مخلصین کا زور بازو کام آرہا ہے وہاں وادیِ خُراسان کے غیور اور مہمان نواز مسلمانوں کی دنیا بھر سے آئے ہوئے مجاہدین اسلام سے محبت اور بھرپور تائید بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

ہمارے مطالعہ کا موضوع،خطہ خراسان کی سنگلاخ وادیوں اور بلند و بالا بیابانوں پر مشتمل یہی سرزمین ہے۔آیئے تاریخ کے جھروکوں سے (امت مسلمہ کے اثاثہ) ان دلیر اور آزادخُو،مردانِ حق کو دیکھتے ہیں۔

مؤرخین کے مطابق قبائل کی تاریخ گزشتہ چار ہزار سالوں سے بھی قدیم ہے ۔اس بات پہ بھی مکمل یکسوئی ہے کہ دنیا کی شاید ہی کوئی طاقت ہو کہ جس نے خراسان پر مکمل قبضہ حاصل کیا ہو۔خطہ خراسان (قبائل) کے علاوہ ایشیا کی تاریخ میں کوئی ایسا خطہ نہیں کہ جہاں سرفروشی اور آزاد خوئی زندگی کا جزو لاینفک نہ ہو اور جنگ جہاں روز کا معمول نہ ہو۔اس سرزمین کو ۵۰۰ قبل مسیح سے بھی پہلے آریاؤں نے اپنا مسکن بنایا،اس کے بعد ایرانی یہاں حملہ آور ہوئے ۔۳۲۴ ق میں یونانیوں کا لشکر اسکندراعظم کے ساتھ یہاں وارد ہوا۔قبائل کی بہادر اور جری قوم نے پاؤں جما کر ان کا مقابلہ کیا ۔یہاں تک کہ خود اسکندراعظم قبائل کے تیروں کا نشانہ ہوتے ہوتے

بچا۔ یونانیوں کے بعد ،موریا، باختر ، ساکا ، پارتھی، کشان، ساسانی، سفید ہن اور بعدازاں ترک قوم یہاں آئی ۔لیکن قبائل کی بہادر قوم نے کسی نہ کسی صورت اپنی خود مختاری قائم رکھی۔

اسلام اور قبائل

قبائل میں اسلام کی ابتدا اموی دور میں اس وقت ہوئی جب اسلامی فوج نے ۶۴۷ء میں خراسان کو فتح کیا ۔خراسان کے مسلمان حکمرانوں میں سافیرد، سمانید، غزنوی، گردیزی، سلجوقی، خوارزمی اور ترمذی شامل ہیں ۔ان ادوار میں غزنی کے غزنوی اور ہرات کے ترمذی ادوار کو انتہائی شاندار زمانہ کہا جاتا ہے ۔اس کے علاوہ مغلوں کے کچھ دور بھی تہذیبی حوالے سے کافی اہمیت کے حامل ہیں ۔قبائل کی تہذیب، اسلام سے قبل بھی جفاکشی اور بہادری سے نا آشنا نہ تھی لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد اللہ کے دین کی روشنی نے ان قبائلیوں کی روحوں میں وہ تازگی بکھیر دی کہ کفر کی ساری طاقتیں ان کی سرنگوں ٹھہری ۔دین مبین کے درخشاں اور تابندہ عقائد نے مادی ترقی سے نابلد، چیتھڑوں میں ملبوس ان انسانوں میں وہ حرارت اور طاقت بھری کہ الحادی طاقتوں کا سارا غرور جاتا رہا۔ اسلام کی ابدی طاقت نے ان پہ وہ رازعیاں کئے کہ نہتے قبائل بھی کفر کے سامنے بارود بن کر پھٹتے رہے اوران غیرت مند مسلمانوں کے سامنے رزیل لشکر کفر مادی ترقی اور وسائل کے باوجود ہمیشہ ذلت سمیٹ کر گیا۔

شہاب الدین غوری کے دور حکومت میں بھی قبائل میں اسلام کی ترویج جاری رہی ۔ ہندوستان پر حملہ کیا تو آپ کی فوج میں کئی ہزار قبائلی مسلمان مجاہدین بھی مسلم فوج کے شانہ بشانہ تھے ۔ترک فوجوں میں شامل قبائلی پشتونوں نے ہی ہندوستان میں خلجی، لودھی اور سوری سلطنتوں کے ادوار کی بنیادیں رکھیں ۔لیکن انتہائی حیرت کی بات ہے کہ ان پشتون حکمرانوں کے دور میں بھی قبائلی علاقے آزاد اور خود مختار رہے۔

۱۵۲۶ء میں مغل بادشاہ بابر نے ہندوستان میں پشتون سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ ہندوستان کی فوج میں ہزاروں سپاہی ہونے کے باوجود فاٹا کے قبائل پہ تسلط قائم کرنا کبھی بھی ممکن نہ ہوسکا۔قبائل کے لشکر کئی بار بابر کی فوج کے قافلوں پہ حملہ کردیتے اور مال واسباب کی لوٹ کرلے جاتے ۔ظہیرالدین بابر نے اپنی کتاب ''تزک بابری'' میں ان قبائل کا نام لے کر ذکر کیا۔جن میں زیادہ نمایاں وزیری، یوسف زئی، آفریدی، اورک زئی، بنگش، توری، مہمند، محمد زئی، لوہانی اور عیسیٰ خیلی ہیں ۔ اکبر، جہانگیر اور شاہجہان کے ادوار میں بھی مغل فوج اور قبائل میں کئی لڑائیاں ہوئیں ،کئی بار سرکاری فوج ان میں کامیاب بھی رہی لیکن مگر قبائلی علاقوں میں مستقل قیام کبھی بھی سرکاری فوج کے بس میں نہ رہا۔ کیونکہ سنگلاخ پہاڑ ہمیشہ سے ہی قبائل کے لئے جنگی قلعوں کا کام سرانجام دیتے رہے ہیں ۔قبائل نے کبھی بھی خوشی سے مغلوں کو ٹیکس نہیں دیا۔ مغل قافلوں پہ تب تک حملے جاری رہتے جب تک ان سے اچھی خاصی رقم لے لی نہ جاتی ۔ بعد میں تو مغلوں میں اتنا دم خم بھی نہ رہا کہ وہ قبائل پر لشکر کشی کرسکیں۔

خراسان اور فرنگی راج

فرنگی نظام کے خلاف قبائل کی جہادی تاریخ ایک صدی پر محیط ہے ۔ فرنگیوں نے ایک طرف تو نہتے قبائلی مسلمانوں پہ طاقت آزمائی کرتے ہوئے ظلم اور بربریت کی انتہاؤں کو چھوا تو ساتھ ساتھ ہی جبر کا وہ انتظامی نظام مسلط کیا جو وہاں کسی نہ کسی شکل میں ابھی بھی قائم ہے ۔انگریز، ہندوستان کے رہنے والوں کو قبائلی مسلمانوں سے متعلق گمراہ کرتے رہے کہ یہ لوگ ڈاکو اور لٹیرے ہیں اور تہذیب وترقی سے نا آشنا، قاتل اور غیر مہذب ہیں ۔(بالکل ایسے ہی جیسے آج پاکستان کی مرتد انتظامیہ، اس کے خیر خواہ جمہوری گماشتے اور ذرائع ابلاغ کے منتظمین ، قبائل کے خلاف اپنے مکروہ پروپیگنڈا سے امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں ۔افسوس کہ اس رزیل مشن میں غیروں سے زیادہ نام نہاد ''اپنے'' ہاتھ دکھا رہے ہیں ۔)

قبائلی مسلمانوں نے اللہ سے توکل کی بنیاد پر فرنگی طاغوت کو اس قدر حزیمت اور ذلت اٹھانے پر مجبور کردیا کہ اس وقت کے فرنگی آئمۃ الکفر بھی اس حقیقت کا اعتراف کھلے بندوں کرنے لگے اور اپنی ذلت آمیز شکست اور رسوائی کا اعلان کرنے لگے ۔ایک فرنگی آندھرے سنگر اپنی کتاب ''لارڈز آف دی خیبر'' میں اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

''کوئی خدا نہیں سوائے ایک اللہ کے، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں'' یہ وہ پکار ہے جو اپنے ماننے والوں میں بجلی کا کرنٹ دوڑا دیتی ہے اور انہیں اس کے لئے بے اختیار تیار کردیتی ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنے مذہب (دین) کے لئے کافروں سے جہاد کریں ۔یہ ان نزدیک جنت کے حصول کا سہل ترین ذریعہ ہے اور یہی وہ طاقت ہے جو قبائلی غازی یا جنونی کو ایک انگریز افسر کے قتل کرنے پر فی الفور جنت کا مستحق بننے کا یقین دلاتی ہے ۔اس جذبہ کو جنون کہیں یا تنگ نظری مگر اس میں شک نہیں کہ ان کا یہ جذبہ وہ طاقت ہے جو دوسرے تمام رجحانات اور میلانات پر غالب ہے''۔

انگریزوں کے خلاف اس جدوجہد کا بنیادی سبب اسلام اور اہل اسلام سے اٹوٹ تعلق تھا؟ قبائلی مسلمانوں بے سروسامانی کی حالت میں ناکوں چنے چبوادیئے

برصغیر میں اپنے غاصبانہ قبضے کے دوران انگریزوں نے پنجاب، سندھ اور سرحد کے علاوہ پورے ہندوستان پہ قبضہ کیا۔اس دوران جب فرنگیوں کو پتہ چلا کہ امیر افغانستان، روس کے ساتھ تعلقات بڑھا رہا ہے تو انہوں نے افغانستان پہ حملہ کر کے اس کے قبضہ کرلیا۔لیکن جلد ہی وہاں بغاوت ہوگی اور افغان قبائلیوں نے برطانوی فوج پہ جابجا حملے کئے اور تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ پوری کی پوری برطانوی فوج کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے انگریزوں نے سندھ پہ قبضہ کیا اور پھر اس کی نظریں قبائلی علاقوں پہ لگ گئی ۔قبائلی مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے ''پنجاب فرنٹیئر فورس'' کو ذریعہ بنایا۔ایک محتاط اندازے کے مطابق 1849ء سے 1899ء تک

فرنگیوں نے 62 فوجی مہمات قبائلی علاقہ جات میں بھیجیں۔

انگریزوں نے قبائلی مسلمانوں کو ظلم و بربریت ،مکروفریب ،مذاکرات ،مال وزر کی پیشکشوں،مراعات وسہولیات اور بہت سے دوسرے مکروہ ہتھکنڈوں کے ذریعے اپنے راستے سے ہٹانے کی پوری کوشش کی لیکن غیرت و بہادری کے پیکر قبائلی مسلمانوں نے اپنے قابلِ فخر عمائدین اور رہنماؤں کی ساتھ مل کر فرنگی کافروں اور ان کے حواریوں کی ہر سازش کو ناکام بنادیا اور دنیا میں پرچم حق کی سر بلندی کی اپنی کوششیں جاری وساری رکھیں۔وقت کے طاغوت نے قبائلی مسلمانوں کو ہزاروں کی تعداد میں شہید کیا،ان کی سکونت گاہوں کو مسمار کیا۔ان کے جنگل وبیاباں برباد کئے ،ان کے کھیت وکھلیان اجاڑ دیئے اور ان کی چراگاہیں لوٹیں۔لیکن یہ سب کچھ بھی ان مجاہدین مخلصین کو رام نہ کرسکا۔بے پناہ مظالم کے باوجود اللہ کی کلمے کی سر بلندی ہی قبائلی مسلمانوں کا خواب رہی اور چٹان کی طرح ڈٹ جانے والے ان غیرت مند مسلمانوں نے وقت کی نام نہاد سپر پاور (جو یہ کہتی تھی کہ اس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا) کے غرور کو خاک میں ملا دیا اور اس کو پاش پاش کر کے واپس اس کے چھوٹے سے جزیرے میں پلٹنے پر مجبور کردیا۔

اسلام اور سر بلندی کے لئے قبائلی علاقہ جات کے مجاہدین کے ناموں اور کارناموں کی فہرست بہت طویل ہے ان میں سے **حاجی صاحب ؒ ترنگ زئی ،ملا پاوندہؒ اور حاجی صاحب مرزا علیؒ (فقیر ایپی)** نمایاں ترین ہیں۔

حاجی صاحب ترنگ زئی (رحمہ اللہ)

حاجی صاحب ؒ ترنگ زئی ۱۸۴۶ء کو چارسدہ کے ایک گاؤں ''ترنگ زئی''میں پیدا ہوئے ۔اصل نام فضل واحد تھا۔ابتدائی تعلیم کے بعد تہلکال میں چھ سال تک باقاعدہ تعلیم حاصل کی وہاں آپ کے استاد کا تعلق شاہ ولی اللہ کی تحریک سے تھا سو حاجی صاحب بھی اس آفاقی اثر کو قبول کئے بنا نہ رہ سکے اور ان چھ سالوں کا حاصل احیائے اسلام،حریت فکر،جذبہ ہمدردی اور جذبہِ ایثار وقربانی کی صورت نکلا۔تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ اپنے گاؤں میں مقیم رہے ۔ابتدا ہی سے آپ کی طبیعت تصّوف کی طرف مائل تھی ۔اسی لئے کسی مرشدِ حق کی تلاش میں سرگرداں رہے ۔یہ تلاش اس وقت تمام ہوئی جب جلال آباد کے روحانی رہنما نجم الدین عرف ملاّ ہڈہ کے ہاتھ بیعت کی ۔ملاہڈہ تصّوف کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے خلاف طویل عرصہ جہاد میں شریک رہے سو حاجی صاحب کے ہاں جذبہِ جہاد کو مہمیز یہاں سے بھی ملتی رہی۔دارالعلوم دیو بند کی شہرت سنی تو علم کی پیاس نے دیو بند کی راہ پہ چلایا۔وہاں مولانا محمود الحسنؒ ،مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی ۔اس دوران ان علمائے کرام نے ہندوستان واپسی پر انگریزوں کے خلاف جہاد کا منصوبہ بنایا۔مولانا محمود الحسنؒ اس منصوبہ کے ذمہ دار بنائے گئے اور حاجی صاحبؒ کو اس منصوبہ کے تحت امیر جہاد مقرر کیا گیا۔ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ قبائلی اوران کے ملحقہ علاقوں میں مسلمانوں کو فریضہ جہاد کے لئے تیار کریں ۔طے یہ پایا کہ پورے ہندوستان کی طرح قبائل میں بھی درس وتدریس کے ذریعے فرنگیوں کے خلاف فضا ہموار کی جائے۔مدارسِ اسلامیہ کا اجراء کیا جائے،فرنگی عدالتوں اور فرنگی تعلیم کا بائیکاٹ کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ قبائلی علاقہ جات سے مسلمانوں کو متحد کر کے پرچم حق تلے فرنگیوں کے خلاف جہاد کیا جائے۔چنانچہ حاجی صاحبؒ نے تحریک اپنے گاؤں سے کیا ۔مسلمانوں کو غیر اسلامی رسوم ورواج ترک کرنے کا درس دیتے ہوئے للّٰہیت کی طرف متوجہ کیا۔قبائل کی آپس کی دشمنیوں کو ختم کرنے کی طرف آمادہ کیا۔جگہ جگہ مدارسِ اسلامیہ کا جال بچھادیا۔۱۰۰ سے زائد ان مدارس اسلامیہ میں مسلمانوں خصوصا نوجوانوں کو اسلامی زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ عملی جہاد کی تربیت دی جانے لگی۔انگریزوں کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے بھی صلیبی مشنری سکول قائم کرنا شروع کئے اور ان عیسائیت کی تبلیغ دینے لگے اس قبیح کام کو تیز کرنے والوں میں ایڈرڈز ہربرٹ کا بہت نمایاں ہے۔اس کی انہیں کوششوں کے صلے میں فرنگیوں نے اس کے نام سے پشاور میں ''ایڈورڈ کالج'' بنایا۔پاکستان کے تمام صلیبی سجدہ ریز حکمرانوں (بشمول صوبہ سرحد کی ''اسلامی'' حکومت) میں سے کسی کو بھی یہ توفیق نہ ہوئی کہ اور نہیں تو اس کالج کا نام ہی تبدیل کردیتے)۔

اسی دور میں فرنگی حکومت نے اسلامی سلطنت کو بڑھنے سے روکنے کے لئے مصر پر اور اٹلی کی کافر حکومت نے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔افغانستان پہ قبضہ کی کوششیں بھی شروع ہوگئیں ۔قبائل اور سرحد کے غیرت مند مسلمانوں نے پشاور کی مسجد ''مہابت خان''میں حاجی صاحبؒ کو امیر المجاہدین مقرر کیا اور اس باسعادت تقریب میں حاجی صاحب سے مولانا ابوالکلام آزاد نے حلف لیا۔اسی وقت میں افغانستان کے مسلمانوں کو بھی جہاد کی طرف ابھارا لیکن افغانستان کے حکمرانوں نے موقع پرست علماء (جیسے آج کے نام نہاد علماء استشہادی حملوں پہ بیان بازی کر کے اپنے زمینی خداؤں کا حق نمک ادا کررہے ہیں) کو بھاری رقوم دے کر یہ فتوی دلوایا کہ حکمرانِ وقت کے اعلان کے بغیر جہاد کرنا غیر شرعی ہے۔اس فتوے کے اثر کو زائل کرنے کے لئے حاجی صاحبؒ نے مولانا محمود الحسن کو پیغام بھیجا تو انہوں نے مکہ مکرمہ جا کر خلیفۃ المسلمین کے نمائندے محمد کاظم کو کہا کہ قبائلی مسلمانوں کے لیے فرمان جاری کریں۔اس مشہور فرمان میں یہ پیغام دیا گیا کہ

''اللہ نے آپ کو نہایت قیمتی موقع دیا ہے کہ ذرا سے ہاتھ پاؤں چلائیں تو ممکن ہے کہ افغانستان اور دریائے اٹک کے درمیان واقع علاقہ قبضہ میں لے لیں ۔آپ پر لازم ہے کہ بڑی جنگ کی بجائے فرنگیوں پہ شب خونوں اور چھاپوں کا تانتا باندھ دیں تو کچھ ہی عرصہ میں ان حملوں کے اثرات ظاہر ہوں گے۔وقت بہت کم ہے اگر آپ اس وقت نہ جاگے تو بہت دیر ہو جائے گی۔مولانا محمود الحسن اور حاجی صاحب ترنگ زئی کا ساتھ دیجیے۔مہلت کی حیثیت نو بہار کی

سی ہے، قوموں کی زندگی میں وہ ایک بار چلی جائے تو پھر نہیں آتی' اے اللہ تو ان لوگوں کی مدد کر جو دین محمد ﷺ کے مددگار ہیں (وکیل سید المرسلین ﷺ)''۔

اس پیغام کی بدولت ایک تحریک برپا ہوئی جسے تاریخ میں ''تحریک ریشمی رومال'' کے نام یاد کیا جاتا ہے۔ فرنگیوں کو جب اس سارے منصوبے کا پتہ چلا تو مولانا محمود الحسنؒ کو مالٹا میں قید کر دیا گیا اور حاجی صاحبؒ پہ عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا، فرنگیوں نے مہمند رائفلز نام کی پوری رجمنٹ کو حاجی صاحبؒ کے خلاف لشکر کشی کے لئے بنایا گیا (جیسے آج مجاہدین کیخلاف، اپنے آقاؤں کی خوشی کے لئے لشکر بنائے جارہے ہیں)، جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ ان حالات میں حاجی صاحبؒ نے قبائل کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد کچھ ننگ ملت لوگ جن میں آفتاب شیر پاؤ کا باپ اور عمرزئی قبیلہ کا ایک اہم فرد سعد اللہ، حاجی صاحبؒ کے پاس گئے تا کہ ان کو فرنگیوں کے خلاف جہاد سے روک سکیں۔ ان لوگوں نے حاجی صاحب سے کہا کہ

''برطانیہ ایک بڑی طاقت ہے اس کی سلطنت پہ سارج غروب نہیں ہوتا، اس نے سارے دنیا کو فتح کیا ہے، اس کے خلاف مہمند کی پہاڑیوں میں بے مقصد جنگ سے اپنا نقصان نہ کیا جائے۔ فرنگیوں کو شکست دینا ممکن ہی نہیں ہے۔ لہذا جنگ چھوڑ کے دوسرے ذریعوں سے قوم کی خدمت کی جائے''۔

فرنگیوں کے گماشتوں کو حاجی صاحبؒ نے یہ تاریخی جواب دیا:

''اگر تمہاری نظر میں برطانیہ بڑی طاقت ہے تو میں بھی ایک بڑی طاقت کا نمائندہ ہوں۔ برطانیہ کی جنگ امت مسلمہ کے ساتھ ہے اور اس نے امت کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا ہے۔ اگر میں اس کے مقابلے میں جہاد نہیں کروں گا تو وہ اس محاذ سے نکل کر کسی اور جگہ امت مسلمہ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ میرے لئے اپنی قوم کی اس سے بہتر کوئی خدمت نہیں کہ میں ان فرنگی کافروں کے اس بڑے حصے کو مصروف رکھوں''۔

اپنوں اور غیروں کے تیار کردہ حوصلہ شکن حالات میں بھی آپ نے مہمند ایجنسی، ضلع بونیر، سوات، مردان، چارسدہ وغیرہ کے دورے کئے اور چترال سے افغانستان تک مسلمانوں کو فرنگیوں کے عزائم سے آگاہ کیا اور وزیرستان ایجنسی، تیراہ اور باڑہ کے قبائل کو جہاد کے لئے جان و مال کی قربانی پر آمادہ کیا۔ خود بھی بہت سے کامیاب حملوں میں شرکت کی۔ اگر والیِ افغانستان اور والیانِ سوات، دیر اور باجوڑ بھی حاجی صاحبؒ کی آواز پہ لبیک کہتے تو مجاہدین اسلام کو بڑے پیمانے پہ کامیابیاں حاصل ہوتیں۔ (لیکن موجودہ حکمرانوں کی طرح وہ بھی اپنی ملت کیساتھ غداری کرتے رہے اور غیروں کے ہاں سجدہ ریزی کرتے رہے)۔ حاجی صاحبؒ آخری دم تک غلبہ اسلام کے لئے سرگرداں رہے۔ عمر کے آخری حصے میں اگرچہ آپ ضعیف اور نحیف ہو گئے تھے کہ محاذ پہ جانے والوں کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے اور مورچوں میں بیٹھ کر جہاد کی کمان کرتے، اس عالم میں کہ آپ کے ساتھی آپ کو کاندھوں پہ بٹھا کر محاذ پر لاتے۔ اللہ رب العزت ہی آپ کی قربانیوں کا بہترین بدلہ دینے والے ہیں۔

فقیر ایپیؒ رحمہ اللہ (حاجی صاحب مرزا علی)

فقیر ایپی ۱۸۹۷ء میں کھجوری قلعہ کے قریب کرتہ باندہ میں پیدا ہوئے۔ اصل نام مرزا علی خان تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم کے علاوہ مولوی مانے خان اور مولوی عالم خان داوڑ سے حاصل کی۔ مزید تعلیم شہباز ککی کلی سے مولوی میر عالم خان سے اور نورڑ (بنوں) میں مولوی گل خائیداد سے حاصل کی۔ شروع دن سے ہی اسلام سے شدید محبت اور کفر سے شدید نفرت کرتے تھے۔ بنوں میں تعلیم کے دوران ایک بار فرنگی فوج کے سکھ حوالدار نے کلمہ طیبہ لکھا ہوا کاغذ اٹھایا اور پڑھنے کے بعد گندے پانی میں پھینک دیا۔ فقیر ایپیؒ نے وہ کاغذ اٹھایا اور روتے ہوئے بآواز بلند اللہ سے دعا کی کہ الٰہی مجھے اس کلمہ کی بے حرمتی کرنے والوں سے بدلہ لینے کی توفیق دے میں وعدہ کرتا ہوں کہ فرنگی طاغوت کے خلاف زندگی بھر جہاد کروں گا۔

فقیر ایپیؒ نے دینی معاملات میں مداخلت کی بناء پر فرنگیوں کے خلاف جہاد آغاز کیا۔ آپ نے امیر الجہاد مقرر کئے جانے کے بعد وادی خیسورہ کا میدان جہاد کے لئے انتخاب کیا۔ اور اس مقام پر چھ ماہ تک خون آشام جنگیں قیادت کی۔ خیسورہ کو مقام جہاد کے لئے منتخب کرنے کی وجہ سے صلیبیوں کو ذلت آمیز شکست دی گئی کیونکہ اس مقام سے قبیلوں وزیر، محسود، بنوچی اور بیٹنی کی خیسورہ تک بآسانی رسائی ممکن تھی۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ یہ وادی چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھری ہوئی تھی۔ چنانچہ مجاہدین کسی بھی سمت اچانک نمودار ہوتے اور حملہ کر کے واپس پلٹ جاتے تھے۔

صلیبیوں نے جنگ سے قبل مکروفریب، مال وزر کی پیش کشوں، مجاہدین اور ان کے اعزا واقارب کی پکڑ دھکڑ، نام نہاد جرگوں اور دھمکیوں جیسے قبیح ہتھکنڈوں کی صورت جنگ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ مگر اپنے تمام حربوں کی ناکامی کے بعد آپ کے خلاف ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ اور ہوائی جہازوں کے ساتھ خیسورہ پہ حملہ کیا لیکن ناکام ونامراد رہے اس کے بعد ۳۷ ہزار فوج کے ساتھ حملہ کیا لیکن اب بھی ذلت وپستی ان کا مقدر ٹھہری۔ اس کے بعد مجاہدین کے بے سروسامان قافلہ پر ۵۰ ہزار کا صلیبی لشکر ٹینکوں، توپوں اور ہوائی جہازوں کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ خیسورہ سے ارسل کوٹ تک گھروں کو مسمار کیا گیا۔ مساجد کو شہید کیا گیا، بچوں، بوڑھوں اور خواتین کو بے گھر اور مویشیوں تک نقصان پہنچایا گیا۔ اس سب کا مقصد یہ تھا کہ قبائلیوں کو آپ سے دور رکھا جائے یا ان کے دلوں میں اتنا خوف پیدا کر دیا جائے کہ وہ خود ہی آپ کو اپنے علاقے سے نکال دیں۔ لیکن قبائل کے غیور مسلمانوں نے مرتے دم تک آپ کا ساتھ نبھانے کا عہد و پیمان کیا اور اپنے اس وعدے کی پاسداری آخری دم تک کی۔ خیسورہ کے بعد آپ نے ارسل کوٹ کی طرف ہجرت کی تو صلیبیوں نے دسمبر ۱۹۳۶ء سے جون ۱۹۳۷ء تک ہوائی جہاز سے مسلسل بمباری کی اور اس دوران ایک ہزار پونڈ وزنی بم برسا کر سارے علاقے کو تباہ کر دیا۔ اتنے حوصلہ شکن حالات کے باوجود بھی آپ نے قبائل میں اسلام کے لئے مر مٹنے کا وہ جذبہ پیدا کر دیا کہ وہ بے

سروسامانی میں قوت ایمانی کی بدولت بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکرانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے۔

گورویک ہجرت کے بعد نماز جمعہ کے ایک اجتماع میں مجاہدین سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے دوٹوک اعلان کیا کہ ''ہمارے اور فرنگی کے درمیان اسلام اور کفر کا معاملہ ہے۔ جو کوئی اسلام کا دعویدار ہے وہ ان کافروں سے صلح نہیں کر سکتا۔ آپ لوگ غور سے سن لیں ہمارے اور کافروں کے درمیان مصالحت نہیں ہو سکتی'' آپ نے مزید کہا کہ فرنگی ہمارے دین اور دنیا دونوں کے دشمن ہیں، آؤ! ان کا ڈٹ کر مقابلہ کریں، یہاں تک کہ یا تو ہم ان کافروں کو مردار کر دیں یا پھر اپنی منزل مراد شہادت کو پالیں۔ آپ نے انگریزوں کے ملازمین اور خاصہ دار مسلمانوں سے کہا کہ وہ ان کی ملازمتیں ترک کر دیں ورنہ مرنے کی صورت ان کی نماز جنازہ کوئی نہیں پڑھائے گا۔

آپ کا انتقال ۱۹۶۰ء میں گورویک کے مقام پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائیں (آمین)

قبائل کا تعارف

۱۸۴۹ء میں پنجاب میں سکھوں کو شکست دینے کے بعد انگریزوں نے قبائل کا رخ کیا۔ پہلے یہاں معاملات طے کرنے یا حکومتی پالیسی کے مطابق وہاں کے مَلکوں کو قابو میں رکھنے کے لیے کوئی کارندہ نہ تھا۔ پہلے پہل قریبی اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز کو یہ ذمہ داری دی گئی۔ ۱۸۷۸ء میں پولیٹیکل آفیسرز بنا کر ان کو یہ کام سونپ دیا گیا۔

فاٹا سات ایجنسیوں اور چھ قبائلی علاقہ جات پہ مشتمل ہے۔ کل آبادی تقریباً ۳۵ لاکھ ہے۔ ہر ایجنسی میں ۲ سے ۳ ہزار خاصہ دار، نیم فوجی دستے اور فرنٹیئر فورس ہوتی ہے لیکن عملاً ان کی کوئی عملداری نہیں ہے۔ قبائل کی تقسیم یہ ہے کہ

باجوڑ: آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑی ایجنسی ہے۔ کل آبادی تقریباً ۹ لاکھ ہے باجوڑ کی سرحدیں افغان صوبہ ''کنڑ'' اور ''نورستان'' سے ملتی ہیں۔ نمایاں قبائل میں مہمند، ترکھانی اور عثمان خیل شامل ہیں۔

خیبر: آبادی تقریباً ۶ لاکھ، انتظامی طور پر باڑا، جمرود اور لنڈی کوتل میں تقسیم ہے۔ آفریدی اور شنواری بڑے قبائل ہیں۔ دوران جہاد آفریدی قبائل نے انگریزوں کے ساتھ کئی مردانہ وار معرکے کئے۔ طورخم بارڈر اسی ایجنسی میں واقع ہے۔ جلال آباد قریب ترین افغان صوبہ ہے۔

اورکزئی: ۱۹۷۳ء میں بنائی جانے والی اس ایجنسی کی کل آبادی ۵ لاکھ ہے۔ یہاں اورکزئی اور دولت زئی قبائل بستے ہیں۔ اورکزئی قبائل کے لوگ، پاکستانی انتظامیہ (فوج اور بیوروکریسی وغیرہ) میں موجود ہیں۔ لیکن شروع دن سے مجاہدین سے تعلق رکھنے والے افراد بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

جنوبی وزیرستان: رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑی ایجنسی، آبادی ساڑھے چار لاکھ کے قریب۔ محسود اور وزیر یہاں کے دو اہم قبائل ہیں، دونوں نہایت بہادر اور جنگجو ہیں اور دونوں ہی نے انگریزوں کو شکست سے دوچار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ افغان صوبہ پکتیکا کی سرحدیں، جنوبی وزیرستان سے ملتی ہیں۔ مشہور شہر ''وانا'' یہاں کا صدر مقام ہے۔

شمالی وزیرستان: کل آبادی تقریباً ۴ لاکھ ہے۔ یہاں وزیر اور داوڑ قبائل بستے ہیں۔ اس کا صدر مقام میران شاہ ہے۔ شمالی وزیرستان کی سرحدیں افغان صوبہ خوست اور پکتیا سے ملتی ہیں۔ شمالی اور جنوبی وزیرستان ایجنسیاں ۱۸۹۵ء میں برطانوی بندوبست میں بنائی گئیں

مہمند: قبائل کی سب سے چھوٹی ایجنسی ہے جس کی آبادی ساڑھے تین لاکھ ہیں۔ مہمند قبیلہ ہی نمایاں قبیلہ ہے۔ مہمند بھی انگریزوں کے خلاف جہاد میں سرگرمِ عمل رہے۔

کرم: توری اور بنگش قبائل پر مشتمل اس ایجنسی کی آبادی تقریباً ۵ لاکھ ہے۔ توری اور بنگش دونوں میں شیعہ کی کثرت ہے۔ صدر مقام پاراچنار ہے۔ کوہِ سفید پاراچنار کے مغرب میں واقع ہے جہاں سے ٹری منگل اور دوسرے مقامات سے افغان صوبہ خوست اور گرزنی کو راستے جاتے ہیں۔

قبائل کی معاشرتی اقدار کو تبدیل کرنے کے لئے صلیبی اقدامات

اسلاف کی طرح آج کے قبائلی مسلمانوں کی دین اسلام کے لئے جان و مال کی لازوال قربانیوں نے صلیبیوں کی راتوں کی نیندیں اڑا دی ہیں۔ چونکہ یہاں قبائلی معاشرت موجود ہے اس وجہ سے وہاں باہر سے آنے والے مجاہدین (مہاجرین) کی مہمان نوازی کرنے کے مواقع زیادہ ہیں۔ اس لئے صلیبی اور ان کے (نام نہاد) مسلمان گماشتے دن رات ایک ہی کوشش میں مصروف ہیں کہ کس طرح ان مخلصین کے دلوں سے اسلام اور اہلِ اسلام کی محبت چھین لی جائے۔ اس حوالہ سے صلیبی ان کے گماشتوں کے بیانات وقتاً فوقتاً آتے رہتے ہیں جیسے شیطان کبیر بش کہتا ہے کہ ''عراق اور افغانستان کے بعد پاکستان بھی اہم میدانِ جنگ ہے''۔ اسی طرح ایک دوسرے موقع پر اپنی پاکستانی اولادوزیراعظم گیلانی کے ہمراہ کہتا ہے کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں دوسرے نائن الیون کی تیاری ہو رہی ہے۔ اپنے اہداف کے حصول کے لئے صلیبی ویسے ہی ذرائع استعمال رہے ہیں جیسے کہ ان کے آبا استعمال کرتے رہے ہیں۔ ان کی رزیل ترتیب کو اس طرح سے سمجھا جا سکتا ہے۔

۱۔ آپریشنز اور میزائل حملوں کے ذریعے خوف کی فضا

صلیبی افواج اور ان کی چوکھٹ پہ سجدہ ریز (نا) پاک آرمی اس کوشش میں ہے کہ قبائلی مسلمانوں پہ ظلم اور جبر کا بازار گرم کر کے اور ان کو خوف کی کیفیت میں مبتلا کیا جائے تا کہ وہ مجاہدین کا ساتھ دینے سے باز رہیں۔ بھاری رقوم کے عوض چند ننگ

ملت غداران کو خریدا جاتا ہے جو مجاہدین کے خلاف کے مخبری کرتے ہیں اور پھر مجاہدین کو گائڈڈ میزائل حملوں کے ذریعے شہید کرنے کی قبیح کوششیں ہوتی ہیں۔صلیبی لشکر میزائل حملوں سے قبائلی معاشرے میں خوف کی فضا بنانے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہے۔پاکستان کی ناپاک فوج اور چند مقامی میر جعفر اور میر صادق کے بیٹوں کی وجہ سے اس وقت تک ۸۰ سے زائد میزائل حملے کئے جاچکے ہیں۔میزائل حملوں کی یہ تعداد عراق اور افغانستان جنگ میں اب تک ہونے والے میزائل حملوں سے بھی زیادہ ہے۔(لیکن مجاہدین نے ان غداروں کے سرعام گلے کاٹ کر ان کے حواریوں کو پیغام دے دیا ہے کہ اے اولادِ میر جعفر اب تمہارا انجام بدترتیب دیا جاچکا ہے)

۲۔ترقیاتی کاموں کی آڑ میں تہذیبی یلغار

صلیبی شیطانوں کا دوسرا قدم یہ ہے کہ وہ نام نہاد معاشرتی ترقی کے نام پر ملٹی نیشنل این جی اوز اور یو این کی ایجنسیوں کے ذریعے قبائلی علاقوں میں گھستے ہیں۔جو بظاہر تو سڑکیں بنانے، تباہ شدہ مکانات کی تعمیر اور قدرتی آفات میں ہونے والی تباہی کی بحالی کے کام کرتے ہیں لیکن حقیقتاً ان ایجنسیوں سے جاسوسی کا کام بھی لیا جاتا ہے۔اور مرد وزن کے اختلاط کو دکھا کر قبائلی معاشرت میں چھید کرنے کی مذموم کوششیں کی جاتی ہیں۔اب مجاہدین کی طرف ان این جی اوز پر کڑی نظر کی وجہ سے نام نہاد پاکستانی اور مسلم این جی اوز کے ذریعے انہیں اہداف کو پورا کرنے کی غلیظ کوششیں جاری ہیں۔ایک محتاط جائزہ کے بعد بھی سامنے آئی ہے کہ کافروں کی آلہ کار ایجنسیوں نے مسلم اور کافر این جی اوز کی تمیز کو ختم کرنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر ساری نام نہاد رفاہی تنظیموں کے فورم بنائے گئے ہیں۔تاکہ جہاں براہ راست کفار کی ان ایجنسیوں کا پہنچنا ممکن نہیں وہاں پر بظاہر مسلمان رفاہی اداروں کے ذریعے اپنے عزائم پورے کئے جائیں۔ایسے فورمز میں بعض مسلمان ادارے تو سادہ لوئی کی وجہ سے پھنس جاتے ہیں لیکن اکثریت جانتے بوجھتے اور فنڈز کے حصول کے لئے صلیبیوں کے عزائم پورے کرتے ہیں۔اور محض فنڈز کے حصول کے لئے اپنے اداروں میں مخلوط ماحول کو پروان چڑھاتے ہیں۔

۳۔ذرائع ابلاغ (جدید مواصلاتی ذرائع)

دورِ جدید میں ابلاغ سے متعلقہ صلیبی ادارے پوری امت مسلمہ کی طرح قبائل میں بھی معاشرتی اقدار کو تبدیل کرنے کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف ہیں۔ان اداروں میں موبائل فون کمپنیاں اور انٹرنیٹ فراہم کرنے والے ادارے سب سے آگے ہیں۔پاکستان میں موبائل فون کی سہولیات فراہم کرنے والی ان کمپنیوں نے بارہا کوشش کی کہ قبائلی علاقوں میں کھمبے (بوسٹر) لگا کر پرکشش پیکجز کے ذریعے ہر مسلمان کے ہاتھوں میں موبائل فون تھما دیئے جائیں۔اس طرح ایک تو تجارتی فوائد حاصل کئے جائیں اور ساتھ ہی ساتھ مجاہدین کی نقل وحمل پر بھی نظر رکھنا ممکن ہو۔اسی طرح حکومتی سرپرستی میں ''انٹرنیٹ کلب'' بنانے کی بھی کوششیں جاری رہتی ہیں۔اس طرح ایک قبائل میں فحش کاموں کا پھیلاؤ مقصود ہے اور اس قبیح کام کے ذریعے بھی مجاہدین کی سرگرمیوں پر نظر اور زر مبادلہ کا حصول ممکن بنانا مقصود ہے۔

۴۔تعلیمی اداروں کی صورت مادر پدر آزاد صلیبی تہذیب کی منتقلی

نسل نو کو اپنے ڈھب میں ڈھالنے اور مدارسِ دینیہ سے دور رکھنے کے لئے، امریکہ کے لاکھوں ڈالرز فنڈز کے ذریعے قبائل کے دور افتادہ دیہات تک میں بھی دو دو، چار چار کمروں کے بیسیوں سکول بنائے گئے ہیں۔جن کا فی الوقت مصرف مقامی قبائل کے جانوروں کی جدید رہائش گاہوں کے طور پر ہی ہے۔

قبائل میں اسلام کے ظہور کے بعد غیرت وحمیت کی تہذیب پروان چڑھی جو الحمدللہ اب بھی وہاں کا خاصہ ہے۔اسی وجہ سے قبائلی خاتون گھر کی چار دیواری ہی میں محفوظ اور محترم ہے صلیبی اور ان کے پاکستانی گماشتوں کی ہر لحہ کوشش ہے کہ کسی طرح قبائلی عورت کو ''گھر'' سے باہر نکالا جاسکے۔فی الوقت تو انہیں اس سلسلہ میں ناکامی کا سامنا ہے لیکن وہ وہاں اس کوشش میں ہیں کہ کسی بھی طرح اپنے مطلوبہ اہداف پورے کرسکیں۔

کچھ عرصہ قبل ''وانا'' میں مولوی نور محمد (سابق رکن قومی اسمبلی) کو حکومت نے ایک جدید طرز پر خواتین کا مدرسہ بنا کر دیا۔حکومت کا اصرار ہے کہ اس مدرسہ میں اور جو کچھ بھی پڑھایا جائے لیکن انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم ہر صورت ہونی چاہیے۔اس مدرسہ کا افتتاح گورنر نے کرنا تھا لیکن ''نامساعد حالات'' کی وجہ سے وہ ایسا نہ کرسکا۔

افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
ملاّ کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

۵۔سرکاری ملازمتیں

قوموں کے عروج وزوال میں معیشت کا کردار ہمیشہ ہی سوالیہ نشان رہا ہے۔مال وزر کی حرص، سہانے مستقبل کے پھندے اور معاشرے میں بظاہر بہتر حیثیت کے لیے لوگ اس قدر گر جاتے ہیں کہ اپنا ایمان تک بیچنے سے گریز نہیں کرتے۔اکثر اوقات افراد کو ذہنی اور جسمانی طور پر غلام بنانے کے لیے معیشت ہی بڑا ذریعہ بنی۔معیشت کی بہتری کی ایک فی زمانہ صورتوں میں سے ایک نام نہاد سرکاری نوکریاں ہیں۔حکومت قبائلی مسلمانوں کو بھی اپنے جال میں پھانسے اور صلیبیوں کے مذموم مقاصد پورے کرنے کے لئے نوکریوں کا جال بچھا رہی ہے۔امسال صرف وزیرستان سے ۴سو نوجوانوں کو فوج میں کیڈٹس بھرتی کیا گیا ہے۔

اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایسی ہی کوششیں صلیبیوں کے آباواجداد بھی کرتے آئے ہیں اور آج بھی صلیبی اور ان کے سجدہ ریز مسلم ممالک کے مرتد حکمران، مجاہدین مخلصین کے خلاف ہر وقت اپنی سازشوں میں مصروف ہیں۔لیکن مجاہدین اسلام کا اعلان ہے کہ فتح کل بھی اسلام کی تھی اور ان شاءاللہ پرچم اسلام اب بھی سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔



مجاہدین نے صلیبیوں کی سپلائی لائن کاٹ دی

کنٹینرز پر پے در پے حملوں نے صلیبیوں اور اتحادیوں کو حواس باختہ کر دیا

ڈاکٹر ولی محمد

جنگی حالات میں رسد کی فراہمی کی اہمیت کے بارے میں لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایک عام آدمی بھی اندازہ کرسکتا ہے کہ افغانستان جو مادی وسائل سے تہی دامن ہوتے ہوئے تیس سال سے جرأت اور دلیری کی لازوال داستان رقم کررہا ہے' میں سات سمندر پار سے آئی ہوئی حملہ آور صلیبی فوج کے لیے ضروریاتِ زندگی اور جنگی ضروریات پوری کرنے کے لیے رسد، آکسیجن کی طرح اہم ہے لیکن افغانستان پر قابض صلیبی افواج کے لیے رسد کی 'پاکستان کے راستے' ترسیل شہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی شامتِ اعمال سے ایک ایسے ملک پر حملہ کرنے کی غلطی کر بیٹھے ہیں جو چاروں طرف سے خشکی میں گھرا ہوا (Land Locked) ہے اور ارد گرد پورے خطے میں پاکستان کے سوا، کوئی بھی ملک امریکا کا 'غلامِ محض' نہیں ہے پاکستانی حکمرانوں اور افواج کے ارتداد اور جنگی جرائم میں سے ایک بڑا اور اہم جُرم یہ ہے کہ انہوں نے امارتِ اسلامی افغانستان میں صلیبی افواج کو زندہ رہنے کے اسباب مہیا کیے اور انہیں اپنے فضائی اڈوں سے 57 ہزار پروازیں مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے اُڑانے کی سہولت دی' لاجسٹک کے لیے اگر پاکستان کے راستے امریکی و اتحادی افواج کی سپلائی لائن ایک ہفتہ کے لیے مکمل طور پر معطل ہونے سے صلیبیوں کو بے پناہ جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے یہاں تک کہ تمام فضائی و زمینی آپریشن معطل کرنے پڑسکتے ہیں کیونکہ ایندھن کے بغیر نہ تو کوئی گاڑی حرکت کرسکتی ہے اور نہ جہاز۔ یہی وجہ تھی کہ اگست 2008ء کے دوران کراچی میں گڈز ٹرانسپورٹرز کی ہڑتال پر امریکی کارندوں کی دوڑیں لگ گئی تھیں اور امریکی دباؤ پر پاکستان کی وفاقی حکومت نے مداخلت کرکے گڈز ٹرانسپورٹرز کی یہ ہڑتال ختم کروائی تھی۔

افغانستان میں اس وقت امریکہ اور اسکے اتحادیوں کے فوجیوں کی تعداد کم وبیش 70,000 ہے جو ملک کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں ان فوجیوں کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کے سامان کے علاوہ فوجی گاڑیاں، وردیاں، مشینری اور متفرق جنگی سامان اور اس پوری جنگی مشینری کو فیول یعنی پٹرول وڈیزل بھی پاکستان ہی سے بھیجا جاتا ہے۔ اپنی عوام سے تیل پر اربوں روپے کا منافع کمانے والی حکومت صلیبیوں کو یہی تیل اپنی قیمتِ خرید پر فراہم کررہی ہے۔ اس بات کا اعتراف 21 اگست 2008ء کو سیکرٹری پٹرولیم نے قومی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں کیا۔ اخباری رپورٹوں کے مطابق اتحادی افواج کی ضروریات کا تقریباً 75 سے 90 فیصد سامان پاکستان کے راستے گزر کر افغانستان پہنچتا ہے۔ صلیبی لشکریوں کو پہنچائی جانے والی کمک کے حجم کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کراچی سے روزانہ 300 سے 400 ٹرک صلیبیوں کی رسد لے کر پشاور کے لیے روانہ ہوتے ہیں۔ جبکہ کوئٹہ اور چمن کے راستے جانے والا سامان جس میں بعض اطلاعات کے مطابق اسلحہ اور گولہ بارود بھی ہوتا ہے، اس کے علاوہ ہے۔ طاغوتی افواج کو سامان کی سپلائی کا یہ مکروہ دھندا بنیادی طور پر تین بڑی کمپنیوں TWL,MAERSK SEE LAND,APL چلا رہی ہیں۔ ان کمپنیوں نے آگے یہ ٹھیکہ دیگر ٹرانسپورٹ کمپنیوں کو دے رکھا ہے جو سب کنٹریکٹر کہلاتے ہیں بڑی کمپنیاں کراچی سے کابل تک کا کرایہ 8 ہزار ڈالر فی ٹرک وصول کرتی ہیں جس میں سے سب کنٹریکٹر کو 2 سے 3 ہزار ڈالر کرائے کی مد میں جبکہ سیکورٹی کے نام پر 300 ڈالر فی ٹرک دیے جاتے ہیں۔ یہ ٹرک طورخم اور چمن دو مقامات سے افغانستان داخل ہوتے ہیں۔ طورخم کے راستے جانے والے ٹرک 1340 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے کابل پہنچتے ہیں۔

افغانستان سمیت تمام خطہ خراسان کے مجاہدین دشمن کی کمزوری سے واقف تھے چنانچہ افغانستان میں تحریک جہاد کے منظم ہونے کے بعد دشمن کی رسد روکنے کی منصوبہ بندی کی گئی۔ جہاں ایک طرف افغانستان کے اندر تمام اہم شاہراہوں اور راستوں پر طالبان نے اپنی گرفت مضبوط کی وہیں پاکستان کے قبائلی علاقوں بالخصوص خیبر ایجنسی میں بھی لشکر ابلیس کے لیے جانے والے قافلوں کو 'پار' لگانا شروع کردیا۔ اتحادی افواج کی سپلائی لائن کاٹ دینے کے اس منصوبے کا آغاز تو 2007ء ہی میں ہوگیا لیکن 2008ء کا سال جہاں افغانستان میں موجود صلیبی افواج کے لیے انتہائی خون آشام ثابت ہوا، وہیں ان کی کراچی سے کابل تک پھیلی شہ رگ بھی شعلوں کی لپٹ میں آگئی۔ شروع سال ہی سے تواتر کے ساتھ اتحادی رسد پر حملے ہوتے رہے لیکن 10 نومبر کو سپلائی لائن منقطع کرنے کی یہ حکمت عملی اس وقت کامیابی سے ہم کنار ہوتی نظر آئی جب خیبر ایجنسی میں 13 ٹرکوں پر مشتمل نیٹو رسد کے قافلے کو اغوا کرنے کے بعد غنیمت کرلیا گیا اور چند روز بعد امریکی فوج کی بکتر بند گاڑی 'ہموی' کی طالبان مجاہدین کی تحویل میں تصاویر پاکستانی و عالمی اخبارات کی زینت بنیں۔ اس واقعے کی وجہ سے پاکستان سے بذریعہ خیبر پاس' طورخم کے راستے صلیبیوں کو رسد کی ترسیل معطل کرنا پڑی اور تقریباً ایک ہفتہ تک کوئی ٹرک نیٹو کا سامان لے کر افغانستان نہیں جاسکا، پشاور میں اتحادیوں کے ساز وسامان والے ٹرکوں کی قطاریں لگ گئیں۔ نتیجہ صاف ظاہر تھا کہ امریکیوں کی جان پر بن آئی اور فوری طور پر پاکستانی حکام کی گوشمالی کے لیے افغانستان میں اتحادی فوجوں کا سربراہ جنرل

ڈیوڈ میکرنن پاکستان پہنچا اور سپلائی لائن کی حفاظت کے لیے مزید اقدامات کا حکم دے کر زمینی وفضائی حفاظت میں رسد کی ترسیل کے سلسلے کو ایک ہفتے بعد بحال کروایا لیکن اللہ کے شیروں کا ترکش تو تیروں سے بھرا ہوا تھا۔حملوں کا سلسلہ خیبر ایجنسی سے نکل کر پشاور تک آن پہنچا اور یکم دسمبر سے 16 دسمبر کے درمیان پشاور رنگ روڈ پر واقع ڈرائی پورٹ ٹرمینلز پر 6 سے زائد حملے کیے گئے جن میں جنگی سامان اور گاڑیوں سے بھرے 400 سے زائد کنٹینرز جل کر خاکستر ہو گئے۔

پہلا اور سب سے بڑا حملہ 6 دسمبر کو پشاور رنگ روڈ پر واقع 'پورٹ ورلڈ لاجسٹکس ٹرمینل' اور 'الفیصل ٹرمینل' پر ہوا جس میں 220 سے زائد کنٹینرز اور 106 گاڑیاں جن میں بکتر بند گاڑیاں اور فائر فائٹر انجن بھی تھے تباہ ہو گئے اگلے ہی روز بلال ٹرمینل پر حملے میں 100 سے زائد گاڑیاں جن میں 80 فوجی جیپیں تھی تباہ ہو گئیں۔ 11،10 اور 12 دسمبر کو بھی حملے جاری رہے سیکیورٹی فورسزان کو روکنے میں بے بس نظر آئیں۔نومبر میں ٹرکوں کے اغوا اور پشاور حملوں کی ذمہ داری طالبان نے قبول کی اور انتباہ کیا کہ قبائلی علاقوں میں امریکی جاسوس طیاروں کے حملے بند ہونے تک اتحادیوں کی رسد پر حملے بھی جاری رہیں گے۔ طالبان کے اس اعلان کا خاطر خواہ اثر ہوا اور سات سالوں تک اتحادیوں کو سامان پہنچانے کے عوض لاکھوں ڈالر کمانے والے ٹرانسپورٹرز نے سپلائی بند کرنے کا اعلان کر دیا۔سرحد چیمبر آف کامرس کی ڈرائی پورٹ کمیٹی کے چیرمین ضیاء سرحدی اور صدر خیبر ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن شاکر آفریدی نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ نیٹو فورسز کو سپلائی مکمل طور پر بند ہو گئی ہے اور کوئی بھی ڈرائیور اس راستے پر گاڑی لے جانے کو تیار نہیں۔ یہاں تک کہ سیکیورٹی صورتحال کی وجہ سے 'افغان ٹرانزٹ ٹریڈ' بھی تقریباً 70 فیصد کم ہو گئی ہے۔ شاکر آفریدی نے بتایا کہ پشاور میں کئے گئے حملوں کے نتیجے میں اتحادیوں کو تقریباً 20 ارب روپے کا نقصان اٹھانا پڑا ہے جبکہ گزشتہ سات سالوں میں ہونے والے نقصانات اربوں ڈالر ہو سکتے ہیں، نیٹو سپلائی کا 60 فیصد ٹھیکہ اس کی کمپنی کے پاس ہے اور گزشتہ سات سالوں میں اس کمپنی کے تقریباً 480 ٹینکرز اور دیگر گاڑیاں جلائی جا چکی ہیں۔70 سے زائد ڈرائیور اور کنڈیکٹر ان واقعات میں ہلاک ہوئے جبکہ 80 سے زائد زخمی ہیں۔خیبر اتفاق گڈز ٹرانسپورٹ کے مالک اشتہار آفریدی نے بتایا کہ اس کی کمپنی کے 100 سے زائد ٹرالر جلائے جا چکے ہیں۔ امریکی ونیٹو افواج کے لیے آنے والے ہفتوں میں سپلائی نہ ملنے کی وجہ سے افغانستان میں قیام مشکل ہو جائے گا۔ مجاہدین کی پوزیشن روز بروز مستحکم ہو رہی ہے اور صلیبی افواج کے لیے اس سال موسم سرما بھی سرد جہنم ثابت ہو رہا ہے کیونکہ شدید برف باری کے دوران بھی مجاہدین کے تابڑ توڑ حملے جاری ہیں اور روزانہ بیسیوں اتحادی وافغان فوجی مردار ہو رہے ہے۔دوسری جانب بروکنگز انسٹی ٹیوٹ اور انٹرنیشنل کونسل آن سیکیورٹی ڈویلپمنٹ جیسے نمایاں امریکی مراکز دانش (Think Tank) افغانستان میں امریکی شکست کا اعتراف کر رہے ہیں۔ICOS کا کہنا ہے کہ گزشتہ سال 54 فیصد کے مقابلے میں اس سال افغانستان کے 72 فیصد علاقوں میں طالبان مستقل موجود اور مستحکم ہیں۔افغان امور کے ماہرین کے مطابق اتحادیوں کی موجودہ صورتحال سوویت یونین کے اس دور کے عین مماثل ہے جب مجاہدین نے اس کی سپلائی لائن کاٹ دی تھی اور وہ پیراشوٹ کے ذریعے اپنے دستوں کو رسد فراہم کر رہا تھا۔

ان حالات میں نومنتخب امریکی صدر بارک اوباما اور اس کے جرنیل افغانستان میں مزید 20 سے 30 ہزار فوجی بھیجنے کا اعلان کر چکے ہیں اور اپنے اتحادیوں سے بھی یہی مطالبہ کر رہے ہیں۔لیکن 'رہیں گے دلی میں مگر کھائیں گے کیا' کے مصداق پہلے سے موجود اور نئے آنے والے فوجیوں کے لیے رسد کہاں سے آئے گی؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس نے اس وقت امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔نیٹو کے سفارتی ذرائع 2008ء کے اوائل ہی سے اس کوشش میں مصروف ہیں کہ روس اور وسط ایشیائی ریاستوں کے راستے ایک متبادل سپلائی لائن کا انتظام کیا جاسکے۔اپریل میں ہونے والے نیٹو کے سربراہ اجلاس میں روس نے متبادل راستہ فراہم کرنے کی پیش کش کی تھی۔اس وقت قندوز اور اس کے قریب کے علاقوں میں موجود جرمن افواج کے لیے محدود پیمانے پر رسد کی ترسیل روس ہی کے ذریعے ہو رہی ہے۔لیکن کیا پاکستانی سرحد کے ساتھ 2 ہزار کلومیٹر طویل پٹی میں پھیلی افواج تک بھی اس راستے سے رسد پہنچائی جا سکتی ہے؟اس سوال کا جواب امریکیوں کے لیے ایک بھیانک خواب ہے کیونکہ وسط ایشیا سے گزر کر افغانستان آنے والے تمام راستے یا تو روس کے زیر اثر ہیں یا بے حد طویل اور لاجسٹک سہولیات کے فقدان کا شکار ہیں۔ افغانستان تک وسطی ایشیا کے ذریعے رسد کہ ترسیل کے تین ممکنہ راستے ہیں۔

1: جارجیا اور ترکمانستان کے راستے۔

2: یوکرائن اور بیلا روس کے ذریعے۔

3: روس، قازقستان اور ازبکستان کے راستے۔

ان تینوں میں سے اول الذکر راستہ تو روس اور جارجیا کی لڑائی کی نذر ہو چکا ہے کیونکہ روس نے جارجیا کی ''پوٹی'' کے مقام پر واقع بندرگاہ تباہ کر دی تھی۔بعض تجزیہ نگاروں کے خیال میں روس کے جارجیا پر حملہ آور ہونے کا محرک بھی اس ممکنہ سپلائی پر اپنا تسلط جمانا تھا۔

دوسرا راستہ اس قدر طویل ہے کہ لاجسٹک ماہرین کے خیال میں اس کے ذریعے رسد کی تواتر کے ساتھ ترسیل قابل عمل نہیں ہے۔لہٰذا اتحادیوں کے پاس پاکستان کے متبادل کے طور پر روس، قازقستان اور ازبکستان کا راستہ ہی بچتا ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۱ پر)

جوتا میزائل

عامرہ احسان

ہم ایک ایسے منظر نامے میں اٹکے ہیں جس کی تمام صبحیں اور شامیں ایک سی ہیں۔ ایمان، غیرت، شجاعت، عنقا ہو چکی۔ اخباروں کی وہی شہ سرخیاں دیکھتے دیکھتے دیدے پتھرانے لگے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ کے ساتھ اب بھارتی بنیے کی دشنام طرازیاں، دھمکیاں، ڈپٹیاں اور دوسری جانب سو جوتے اور سو پیاز کھانے والی قوم۔ مزید برآں تین چار سہمے، گھگھیائے مسکینی، محکومی کے مارے، لرزاں و ترساں معذرت بھرے بیانات۔ صدر، وزیراعظم، وزیرداخلہ، مشیر داخلہ کی جانب سے۔ این آر او گزیدہ عوام اور این آر او شدہ حکومت کے بعد باقی بچا ہی کیا ہے۔ حکومت ایک طرف منہ کر کے بیرون ملک کالے گورے آقاؤں کو وفاداری اور تعاون کا یقین دلاتی ہے دوسری طرف منہ کر کے قوم کو تھپکیاں، لوریاں دیتی ہے کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ دو عدد بھارتی اسلحہ بردار طیارے بیک وقت دو مختلف مقامات پر ایک ہی جیسی تکنیکی غلطی کا شکار ہو گئے۔

ایسے گھمبیر ماحول میں جہاں خوشیاں تو درکنار، مسکراہٹیں تک چھینی جا چکی ہیں، یکا یک منظر بدلا۔ پر نہیں طاقت پرواز مگر، رکھنے والا ایک جوتا اڑا اور ہدف سے بال برابر (بال درہم برہم تو ہوئے) فاصلے پر امریکی جھنڈے کو سلامی دیتا ہوا لینڈ کر گیا۔ ابھی حواس سنبھلے بھی نہ تھے کہ در چشم زدن ایک اور ڈرون نما جوڑا اڑا۔ ڈرا، دھمکا کر دوسری سلامی پیش کر کے یہ تاریخی جوتا بھی امریکی جھنڈے کو بوسہ دیتے ہوئے پہلے کے برابر جا بیٹھا، جب تک اڑا نہ تھا اسے کوئی پوچھتا نہ تھا، کے مصداق۔ ہزار بارہ سو کا جوتا قوت پرواز پا کر یکا یک انمول ہو گیا۔ سینیٹر مولانا صالح شاہ نے پانچ لاکھ روپے کی بولی اس جوتے کی لگا دی۔ ایک کروڑ ڈالر کی پیشکش ایک عرب باشندے کی جانب سے آ چکی تاہم 'حق بحقدار رسید' کے فارمولے کے تحت یہ نہایت برمحل (Well Deserved) جوتا بش کی سرکاری مہر کے ساتھ پینٹا گون میں سجائے جانے کے قابل ہے۔ جوتا بنانے والے، بیچنے والے اور اس امت کے سوا ارب جوتا پہننے والوں میں سے کسی نے سوچا بھی نہ تھا کہ۔

ایسا جوتا بھی یارب اپنے خاکستر میں تھا!

اس ایک واقعے کے بعد اب صلیبیوں کا ہر مداری پریس کانفرنسوں میں سہم سہم کر چہار جانب دیکھے گا کہ کہیں کوئی جوتا، سلیپر، کھسہ، پشاوری چپل اڑن طشتری بنا چلا تو نہیں آ رہا۔ بلا مبالغہ روزانہ کی بنیاد پر جو یہ گوروں کے ہرکارے چلے آ رہے ہیں۔ ہماری صحافی برادری میں بھی اقبال کی بیان کردہ کاری ضرب والے قبیلے کی آنکھ کے تارے نکل ہی آئیں گے۔ اگرچہ خاطر تواضع کے اس نئے ساماں کی بناء پر اب حکومتوں کو سیکورٹی بہ انداز نو ترتیب دینی پڑے گی۔ صحافی حضرات ہر جگہ ننگے پاؤں لے جائے جائیں گے یا پھر جوتوں پر تالا کنڈا لگانے والی مشق درآمد کرنی پڑے گی۔

تاہم اس جوتم پیزار میں وزارت داخلہ کے سروس شوز انڈسٹریز والے احمد مختار کے لئے بہت سے اسباق پوشیدہ ہیں۔ اس کی بے چارگی اور کسمپرسی کا مداوا بھی اس جوتے میں ہے۔ بیان دینے پر ماموروزراء میں سے یہ حضرت بڑی مشکل میں ہیں۔ کہتے ہیں ڈرون اور طیارے بہت اونچے اڑاتے ہیں ان کا مقابلہ ممکن نہیں، سپر پاور کے مقابل کھڑے ہونے کا یارا کس میں ہو سکتا ہے۔ جب ایٹم بم فضائی، بری، بحری افواج جواب دے جائیں۔ جب میزائل ایجاد کر کے اس کی پرواز کامیاب تجربہ کر دکھایا کہ...

جوتا بھی کرتا ہے کار شاہینی.....

جب شاہین اور کرگس کا جہاں ایک ہو جائے جب شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ (سینڈہرسٹ) خراب کر دے۔ جنگی طیارے، بری بحری اسلحے بے ہدف ہو جائیں۔ دوست دشمن کی پہچان بھول جائیں تو ایسے میں امت جوتا میزائل ہی پر اکتفا کر لے۔ جوتا چلنے سے یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی جو اقبال کہتے ہے

زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

سب سمجھ آ گیا۔ اس جوتے نے وہ سحر (Spell) یکا یک توڑ دیا جس میں امت گرفتار تھی۔ یکا یک چہار جانب سے جوتا مبارک، جوتا سلامت کی مبارکبادیں اُمنڈنے لگیں۔ جوتا بردار منتظر اگرچہ اب رہائی کے منتظر ہیں لیکن وہ ہیرو بن گئے ان کے لئے جلسے جلوس، مظاہرے ہو رہے ہیں۔ بزدلی کی ماری کپکپائی ٹانگوں والی امت اور اس کی حکومتوں کی بے بسی کی وجہ؟ نہ سائنس ٹیکنالوجی کی کمی ہے نہ عسکری صلاحیت کی۔ اس کی صرف ٹانگیں کمزور ہیں۔ جو مضبوط ہوں تو جوتا پہننے والا نہتہ ہوتے ہوئے بھی مسلح ہے اور نہ ہوں تو آرڈیننس فیکٹریاں، ایٹمی صلاحیت فوجی اڈے سب بے مصرف ہیں ہم تو وہ ہیں جو ہر سال حج پر شیطان پر اوسطاً 3 6 لاکھ کنکریاں برسا کر کفر کا سر توڑنے کی مشق کرتے ہیں اور وہاں مارے غیض وغضب کے شیطان کو جوتیاں، چپلیاں بھی اضافی طور پر ٹکا دیتے ہیں۔ ایسے میں بھی بھری امت سے صرف دو عدد جوتے ہی شیطان بزرگ کے حصے آئے؟ سوا ارب مسلمان اگر صرف جوتے ہی برسا دیتے تو اڑھائی ارب (ایک جوڑی فی کس) جوتوں کے انبار تلے پینٹا گون دب جاتا۔ مگر۔ اے بسا آرزو کہ خاک شد، اس کے لئے غیرت مردانہ اور جرات رندانہ درکار ہے۔ ہم سے تو اتنا بھی نہ ہوا کہ وہ مٹھی بھر ڈالر (آخرت کی

بہادر شیر جن کی قربانیوں کے صلے میں سپر پاور پسپائی پر مجبور ہوئی، انہیں امت، القاعدہ، کہہ کر منہ موڑ لے، ناک سیکڑ لے نفرت سے تھوک دے اور جو فقط ایک جوڑی جوتا دے مارے، وہ جوتا بھی انمول ٹھہرے اور مارنے والا ہاتھ بھی سونے میں تولنے کے لائق ہو۔

بربادی کے تناسب سے اربوں ڈالر بھی مٹھی بھر ہی ہیں) یا وہ ساٹھ لاکھ پاؤنڈ (جو حال ہی میں برطانیہ سے کرائے کے ٹٹو بننے پر وعدہ کئے گئے ہیں) یہ کہہ کر جوتی کی نوک پر رکھ لئے جاتے کہ...

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ہمارے جہازوں کی پروازیں کوتاہ ہو گئیں ہماری توپوں کے دہانوں کا رخ ہمارے ہی سینوں کی طرف ہو گیا۔ ہماری جوتیوں میں دال بٹنے لگی کیونکہ ہمارے منہ کو ڈالر، پاؤنڈ اور امت کا خون لگ گیا ہے۔ ہم آدم خور، مسلم خور ہو گئے۔ آج منتظر زیدی کے جوتے امت کی بے بسی کا نوحہ بھی ہیں۔ شہروں میں ہو کا عالم طاری ہے۔ ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے، انجام گلستان نوشتہ دیوار ہے۔! شنید ہے کہ منتظر زیدی کے ٹیسٹ ہونے کو تھے کہ کہیں شراب تو نہیں پی رکھی' حالانکہ سوچنے کی بات ہے کہ مے نوش تو غیرت سے تہی ہوتا ہے، کیا ہم نے آٹھ سال بادہ نوشوں کی بے حمیت پالیسی بھی دیکھی۔ ٹیسٹ کر کے دیکھ لیجئے یہ غیرتِ مردانہ اقبال والی شراب کہن کے اسیروں کا خاصہ ہوتی ہے جس سے امت کے بیماروں کا علاج کیا جاتا ہے

وہی دیرینہ بیماری، وہی نامحکمی دل کی
علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی

امریکی CNN اور FOX کو آزادیٔ اظہار کی یہ جہت زیادہ پسند نہیں آئی۔ دبی دبی، گھٹی گھٹی سی خبر لگی۔ حالانکہ مغرب میں آزادیٔ اظہار کے نام پر توہین رسالت ﷺ جیسی مذموم حرکات کو بھرپور تحفظ دیا گیا۔ آپ ﷺ سے سراجِ منیر اور آفتاب عالم تاب ﷺ پر تھوکنے کی جسارت کی جا سکتی ہے تو ایسے میں ایک خنزیر خور، مے نوش، مسلم کش مسخرے پر آزادیٔ اظہار آزما لیا جائے تو برا ماننے کی کیا گنجائش ہے۔ ہم تو اپنی فضائی حدود کی خلاف ورزی کے عادی ہو چکے ہیں۔ آپ بھی جوتے نہ اتروایئے (افغانستان میں اتروالئے گئے) پریس کانفرنس روم کی فضائی حدود کی پامالی کا مزا چکھنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ اگرچہ قلق اس بات کا ہے کہ جوتا ذرا چوک گیا۔ وہ بش کا حلیہ بگاڑنے سے قاصر رہ گیا ورنہ اکبر الہ آبادی کی روح شانت ہو جاتی!

یہ اپنی جگہ ایک المیہ ہے کہ جو میدان جنگ میں بش کی فوجوں کا سامنا کر کے جوانی لٹا دے۔ سینہ گولیوں سے چھلنی ہو جائے، امریکی نیٹو فوجوں کو ناکوں چنے چبوا دے، اسے امت دہشت گرد کہنے پر خود کو اتنی بے بس اور مجبور پائے کہ اصطلاح بھی درست نہ کر سکے۔ بہادر شیر جن کی قربانیوں کے صلے میں سپر پاور پسپائی پر مجبور ہوئی، انہیں امت، القاعدہ، کہہ کر منہ موڑ لے، ناک سیکڑ لے نفرت سے تھوک دے اور جو فقط ایک جوڑی جوتا دے مارے، وہ جوتا بھی انمول ٹھہرے اور مارنے والا ہاتھ بھی سونے میں تولنے کے لائق ہو۔ چلیئے خیر....

گندم اگر بہم نہ رسد بھس غنیمت است

جہاد کا نام لینے سے بھانبڑ بلتے ہیں تو ہماری جیم، جوتے ہی پر اٹکی رہے گی۔



بقیہ: مجاہدین نے صلیبیوں کی سپلائی لائن کاٹ دی

لیکن یہ راستہ خطرات سے گھرا ہوا ہے کیونکہ روس کے زیر تسلط علاقوں سے اپنی سپلائی گزارنا امریکیوں کے لیے خودکشی کے مترادف ہے جبکہ ازبکستان اور قازقستان کا ریل اور سڑکوں کا نظام شاید اتحادی افواج کی رسد کا پورا بوجھ اُٹھانے کے قابل بھی نہ ہو سکے، موسمی حالات کی وجہ سے اس راستے کی سال میں کئی ماہ تک بندش بھی ایک رکاوٹ ہے۔

اس تجزیے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مجاہدین صلیبیوں کی پاکستان کے راستے رسد کی سپلائی کو مکمل طور پر 2 ماہ کے لیے بھی معطل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو دنیا کی کوئی طاقت امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو افغانستان میں ایڑیاں رگڑنے اور ذلت آمیز پسپائی سے دوچار ہو کر مجاہدین سے محفوظ راستے کی بھیک مانگنے سے نہیں بچا سکتی۔ نیز یہ کہ طالبان نے اپنی کامیاب حکمت عملی سے ثابت کر دیا ہے کہ جنگیں صرف ٹیکنالوجی، اسلحہ اور گولہ بارود سے نہیں بلکہ مومنانہ فراست اور جنگی بصیرت کی روشنی میں اپنے محلِ وقوع کے صحیح استعمال اور اللہ کی نصرت سے جیتی جاتی ہیں۔

صلیبی جنگ کے نتیجے میں امریکہ کا زوال____ ملازمتیں ختم' بے روزگاری کا سیلاب

رب نواز فاروقی

اب سوال یہ نہیں کہ آیا امریکہ کی معیشت روبہ زوال ہے یا نہیں؟ سوال تو یہ ہے کہ یہ ٹھوکر کتنی شدید ہے اور یہ زخم کتنا ہلاکت آمیز ہوگا۔ امریکہ کی گرتی معیشت سے خوش اُمیدی وابستہ کرنا واصل جھوٹے خواب دیکھنے کے مترادف ہے۔ اس بحران کی جو چاہیں توجیہات پیش کریں مگر حقیقت یہی ہے کہ اس عالمی بحران کے پیچھے امریکہ اور اتحادیوں کی وہ صلیبی جنگ ہے جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف برپا کر رکھی ہے۔ اس جنگ کے بہانے امریکہ کے حکمرانوں نے 'فوج کے جرنیلوں اور خفیہ اداروں کے سربراہوں نے امریکی خزانے کو خوب لوٹا ہے۔ کھربوں ڈالر عراق اور افغانستان جنگ کی نذر بھی ہوئے۔ روس کی معیشت کوئی کم مضبوط نہ تھی مگر افغان جنگ اسے لے ڈوبی' امریکی معیشت دو جنگوں سے کیسے بچ سکتی تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ روس کے مالیاتی بحران کے اثرات محدود رہے جبکہ امریکہ کا مالیاتی بحران پوری دنیا میں زلزلہ لے آیا ہے۔

امریکی معیشت کی تباہی کے لئے نائن الیون کا عظیم واقعہ ہی کافی تھا رہی سہی کسر صلیبی جنگ کے دو محاذوں افغانستان اور عراق میں پوری ہوگئی جہاں جنگی اخراجات کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ ہر فوجی پر ماہانہ ستر ہزار ڈالر کے اخراجات اٹھتے ہیں' جنگی مہمات اور دیگر خرچے اس کے علاوہ ہیں صرف 2006ء تک کے جنگی اخراجات کی وجہ سے امریکہ پر تین ٹریلین ڈالرز کا بوجھ پڑ چکا ہے۔ پاکستان جیسے غریب الحال ملک نے بھی ''فرنٹ لائن سٹیٹ'' کا کردار ادا کرنے کی جو قیمت ہزاروں فوجیوں کی اموات کے علاوہ ادا کی ہے وہ تین کھرب روپے یعنی 34.5 ارب ڈالر سے متجاوز ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں اقتصادی ماہرین آخر کیوں کوئی خوش فہمی پالنے کے روادار نہیں۔ آئی ایم ایف کے معاشی ماہرین کا کہنا ہے کہ اگلے سال کساد بازاری مزید بڑھے گی اور ترقی یافتہ ممالک میں معیشت 0.3 فیصد کی شرح سے ترقی کرے گی جو دوسری عالمی جنگ کے بعد کم ترین سطح ہوگی۔ اس بحران میں مزید شدت آئے گی اور 2010ء سے پہلے ختم نہیں ہوگا۔ ان ماہرین کے مطابق ایشیائی خطے کو اس بحران سے فائدہ پہنچے گا۔ روسی تجزیہ نگار پروفیسر ایگور پانن جس نے 10 سال قبل اس امریکی مالیاتی بحران کی پیشین گوئی کی تھی' اب اس کا کہنا ہے کہ اس بحران کے باعث امریکہ 5 ریاستوں میں تقسیم ہوجائے گا۔

امریکہ میں اس بحران کے اثرات بہت برے مرتب ہورہے ہیں۔ امریکی محکمہ محنت کی رپورٹ کے مطابق صرف ستمبر تک 37 لاکھ افراد بے روزگار ہوچکے تھے جو گزشتہ 5 برسوں میں سب سے زیادہ تعداد تھی۔ اکتوبر کے مہینے میں مزید 2 لاکھ چالیس ہزار افراد بے روزگار ہوگئے اور اضافہ مسلسل جاری ہے۔ سٹی بینک اپنے 50 ہزار ملازمین کو فارغ کر رہا ہے' بنک آف امریکہ نے ۳۵ ہزار ملازمتیں ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ آر بی ایس نے 3 ہزار ملازمین کو اور ڈوئچے بینک نے لندن اور نیویارک سے 900 ملازمین نکالنے کا اعلان کیا ہے۔ مجموعی طور پر امریکہ کے بڑے بینکوں میں 22 سے زیادہ بینک دیوالیہ ہوچکے ہیں۔ دنیا کا دوسرا بڑا امریکی کاٹن ٹریڈنگ ہاؤس بھی دیوالیہ ہوگیا ہے ہر ماہ دو بڑے بینک دیوالیہ ہو رہے ہیں۔

یہ مسلسل ساتواں ماہ جا رہا ہے جس میں نہ صرف بیروزگاری بڑھی ہے بلکہ برسرروزگار افراد تشویشناک حد تک اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اب تک دو لاکھ ساٹھ ہزار اسامیاں ایسی ہیں جو گرتی معیشت کے ہاتھوں سرے سے ختم کرنا پڑیں۔ ایک سے زائد بین الاقوامی شہرت کی حامل کمپنیاں حکومت کو آگاہ کرچکی ہیں کہ وہ اپنے عملے میں بڑی حد تک تخفیف کرنے پر مجبور ہیں۔

بظاہر یہ تنزل تب شروع ہوا جب سودی قرضوں کے کاروبار اور ہاؤسنگ مارکیٹ (سودی اقساط پر گھروں کی خرید و فروخت) نے بوجوہ متواتر نادہندگی شدید جھٹکا کھایا۔ حال اب یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ نہ صرف صارفین نے بازار کا رخ کرنا چھوڑ دیا ہے جس سے کئی کاروبار ٹھپ ہوکررہ گئے۔ امریکی ڈالر کی قیمت روز بروز گرتی جارہی ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ امریکہ کو برآمدات میں اگر فائدہ ہوتا ہے تو گراں ہوتی درآمدات اس کی کسر پوری کردیتی ہیں۔

اگرچہ بیروزگاری کی شرح 1 . 5 سے صرف اعشاریہ ایک فیصد گری مگر اسکی حقیقت دراصل یہ ہے کہ اس سال تقریباً باون لاکھ لوگوں نے معاشی تنگی کے ہاتھوں بیک وقت دوسری مگر معمولی نوعیت کی نوکریاں شروع کردیں جبکہ یہ تعداد پچھلے سال محض چوالیس لاکھ پر مشتمل تھی۔ اپنے گھروں سے ذاتی اشیاء فروخت کرکے روزمرہ کے اخراجات پورے کرنے کا رجحان دیکھنے میں آرہا ہے۔

لوگ اب اپنے گھروں کے لان میں پھول پھلواڑی نہیں بلکہ سبزیاں کاشت کرنے کی طرف متوجہ ہورہے ہیں حتیٰ کہ اگر کسی کے گھر میں ایسی گنجائش نہ ہو تو دوسروں کے لان کرائے پر استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ مجموعی طور پر متوسط طبقے میں مایوسی جڑ پکڑ رہی ہے۔

کم بیش تمام مالیاتی اور دیگر ادارے اپنی افرادی قوت کا حجم کرتے جا رہے ہیں جس سے بے روزگاری میں تیزی سے اضافہ ہوتا جارہا ہے اور عوام کے مسائل بڑھ رہے ہیں۔ (بقیہ صفحہ نمبر ۲۰ پر)

ہم افغانستان میں کیونکر ہارے؟

امریکہ کے معروف میگزین ''رولنگ سٹون'' میں ممتاز امریکی مصنف نیر روزن کے شائع ہونے والے دلچسپ اورچشم کشا سفرنامے کا ترجمہ

افغانستان کے دارالحکومت کابل سے جنوب کو جانے والے شاہراہ دنیا کے مہلک ترین جنگی زون سے گزرتی ہے۔شہر کے نواح میں ایک چیک پوسٹ پر افغان نیشنل آرمی کے جوانوں نے ہمیں روک لیا۔انہوں نے میرے غیر ملکی لہجے کو مشکوک جان کر مجھے ایک طرف الگ کرلیا' تاہم میرے افغان ساتھیوں شفیق اورابراہیم نے قائل کرلیا کہ میں صحافی ہوں۔ہنس مکھ' دبلے پتلے اور باریش ابراہیم نے فوجیوں سے دری (افغانی فارسی) میں مذاق کرتے ہوئے انہیں یقین دلایا کہ ہر بات اوکے ہے۔جب ہم گاڑی میں چوکی سے آگے نکلے تو ابراہیم نے ایک بلند قہقہہ لگایااس نے مجھے بتایا کہ فوجی سمجھ رہے تھے کہ میں ایک خودکش بمبار ہوں۔ابراہیم نے انہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اور شفیق دونوں طالبان کمانڈر ہیں اور وہ مجھے غزنی کے علاقے میں لے جارہے ہیں۔دارالحکومت کابل سے 100 میل جنوب میں واقع غزنی پر اب طالبان کی عملداری ہے۔جو غیر ملکی غزنی میں داخل ہونے کی جرأت کرتے ہیں' اکثر انہیں اغوا یا ہلاک کردیا جاتا ہے۔مرکزی حکومت کو ٹھکراتے ہوئے صوبے کا طالبان گورنر طالبان حکومت کی طرف سے الگ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ جاری کرتا ہے' اور کاشتکار زمینوں کے جھگڑے طے کرانے کے لیے اکثر امریکی حمایت یافتہ حکام سے نہیں بلکہ طالبان سے رجوع کرتے ہیں۔

کاشتکار زمینوں کے جھگڑے طے کرانے کے لیے اکثر امریکی حمایت یافتہ حکام سے نہیں بلکہ طالبان سے رجوع کرتے ہیں۔

کابل سے 50 میل جنوب میں واقع ''سالار'' تک پہنچتے پہنچتے ہم فوجی کانوائے کے پانچ ٹریکٹر ٹرالوں کے پاس سے گزرے جو طالبان نے تباہ کردیے تھے۔25 کروڑ ڈالر کی لاگت سے تعمیر کردہ نئی شاہراہ جو بیشتر امریکی ٹیکس دہندگان کے سرمائے سے بنی ہے' اس میں جگہ جگہ بڑے بڑے کھڈ بنے ہوئے تھے جو اکثر لب سڑک طالبان کے نصب کردہ بموں کے پھٹنے کا نتیجہ تھے۔ہم ایک ٹریکٹر ٹرالر کے پاس سے گزرے جو ابھی تک گزشتہ روز کے حملے سے سلگ رہا تھا اور پھر ایک ٹرک کا ڈھانچا دکھائی دیا جو پچھلے ماہ تباہ کردیا تھا۔ایک گیس سٹیشن پر افغانوں کا ہجوم جمع تھا جبکہ کئی سو گز آگے سڑک سے دھواں اٹھ رہا تھا۔فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ابراہیم کہتا ہے کہ امریکیوں اور طالبان میں لڑائی ہورہی ہے۔ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان شفیق اور ابراہیم دونوں سیل فون پر اپنے طالبان دوستوں سے آگے کی صورت حال پوچھتے ہیں۔اچانک مشین گن کے فائروں کی گڑ اگڑاہٹ گونجتی ہے اور اس کے بعد مارٹر فائر کی بھاری آواز سنائی دیتی ہے' ساتھ ہی کئی دھماکے ہوتے ہیں جن سے ہماری گاڑی ہلنے لگتی ہے۔میں پچھلی نشست میں سکڑ سمٹ جاتا ہوں جبکہ شفیق اور ابراہیم میرا مذاق اڑاتے ہیں۔شفیق مجھے نصیحت کرتا ہے۔''توکل علی اللہ....اللہ پر بھروسا رکھو'' پورے افغانستان کی اس واحد شاہراہ کی تعمیر نو کے بعد بش انتظامیہ کو اس پر بڑا فخر تھا۔یہ دونوں بڑے امریکی اڈوں' شمال میں بگرام اور جنوب میں قندھار کے مابین واحد قابل سفر راستہ فراہم کرتی ہے۔اب اتحادی افواج اس پرخطر مول لے کر ہی سفر کرتی ہیں۔جون میں طالبان نے سالار سے گزرنے والے 54 ٹرکوں کے سپلائی کانوائے پر حملہ کرکے ان میں سے 51 ٹرک تباہ کردیے اور تین ایسکارٹ گاڑیاں لے کر چلتے بنے۔اوائل ستمبر میں یہاں سے قریب ہی ایک اور کانوائے پر حملہ ہوا جس میں 29 ٹرک تباہ کردیے گئے۔میرے سالار میں سے گزرنے سے چند دن پہلے 13 اگست کو طالبان نے امریکی حمایت یافتہ گورنر غزنی کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کی اور اس کے دو محافظ ہلاک کردیے۔

جب ہم گیس سٹیشن پر انتظار کررہے تھے شفیق اور ابراہیم کو سڑک پر ٹریفک جام ہونے کا کوئی قلق نہ تھا۔ان کے نزدیک فریقین میں لڑائی معمول کی بات تھی۔اس دوران وہ ایک قریبی دکان سے تائیوان میں تیارشدہ انرجی سیرپ ''ریڈبل'' خرید لائے۔اتنے میں ناٹو کی دو سبز بکتر بند گاڑیاں تیزی سے کابل کی طرف نکل گئیں۔شفیق اور ابراہیم ہنستے ہوئے بولے ''یوں لگتا ہے اتحادی فوج میدان جنگ سے بھاگ رہی ہے۔''

ایک گھنٹے بعد لڑائی رُک گئی اور ہم پھر گاڑی میں بیٹھ گئے۔چند منٹ بعد ہم برطانوی سپلائی کانوائے کی ٹوٹی پھوٹی گاڑیوں کے پاس سے گزرے۔درجنوں ٹرکوں کی سڑک پر قطار لگی تھی جن میں سے کچھ ابھی تک جل رہے تھے۔سڑک پر دھماکے ہونے سے جگہ جگہ کول تار کے بڑے بڑے ڈھیر لگے تھے۔جب ہم ان کے پاس سے گزر رہے تھے تو ابراہیم نے مجھے بتایا کہ یہ ٹرک امریکی فوجیوں کے لیے مشروبات لے کر جارہے تھے۔ٹرکوں سے پانی کی سینکڑوں پلاسٹک بوتلیں باہر آکر شاہراہ پر ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔

سڑک پر مزید آگے امریکی بکتر بند گاڑیوں نے ہمارا راستہ روک لیا۔ان کے پیچھے سڑک سے دھواں اُٹھ رہا تھا۔شفیق نے آگے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہہ کر گاڑی روک لی کہ امریکی اپنے سامنے آنے والی گاڑیوں پر فائرنگ کررہے ہیں۔آخر کار جب امریکی آگے بڑھ گئے تو ہم احتیاط کے ساتھ یوں ان کے پیچھے پیچھے

ہو لئے جیسے ہم گھبرائی ہوئی بھیڑوں کا گلہ ہوں۔ہمیں راہ میں مزید جلتے ہوئے ٹرک ملے۔ابراہیم نے تین تباہ گاڑیوں کی طرف اشارہ کیا جو چار دن پہلے کے حملے کی زد میں آ گئی تھیں۔

چند میل آگے جا کر ایک تنہا صحرائی چوکی پر افغان فوج کے سپاہی تعینات تھے۔انہوں نے شفیق اور ابراہیم سے لڑائی کا حال پوچھا اور پھر آگے بڑھنے کی اجازت دے دی۔سر شام ایک پولیس اسٹیشن کے پاس سے گزرے۔اب ہم صوبہ غزنی میں سفر کر رہے تھے۔شفیق نے ہنستے ہوئے کہا''روسی امریکیوں سے زیادہ طاقتور اور زیادہ خوفناک تھے،ان امریکیوں کو تو ہم قبروں میں پہنچا دیں گے''

سات سال ہوئے جب امریکہ نے گیارہ ستمبر کے واقعہ کے بعد افغانستان پر حملہ کر دیا۔طالبان پر عسکری فتح تیز رفتار تھی'چنانچہ بش انتظامیہ جلد ہی سکول اور سڑکیں تعمیر کرنے اور صدر حامد کرزئی کے تحت نئی حکومت کے قیام میں جت گئی۔جنگ شروع ہونے کے صرف 18 ماہ بعد مئی 2003ء تک امریکی وزیر خارجہ ڈونلڈ رمز فیلڈ نے افغانستان میں فتح کا اعلان کر دیا۔اپنے دورۂ کابل کے موقع پر اس نے کہا''ہم ایسے مقام پر آن پہنچے ہیں جہاں ہم بڑی جنگی کارروائی سے استحکام اور تعمیر نو کے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔''اس کے خیال میں افغانستان میں سکیورٹی کی صورت حال اتنی بہتر ہو گئی تھی کہ 25 برسوں میں ایسی بہتری کبھی نہیں آئی تھی۔''

لیکن جب رمز فیلڈ یہ بڑہانک رہا تھا اس وقت طالبان افغانستان کی تسخیر نو ضرورت تھی۔مزید ستم یہ ہوا کہ عالمی امداد کی اچانک آمد سے جائیدادوں اور اشیائے خوردنی کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں جس سے غربت میں اضافہ ہوا اور عوام کی بے چینی بڑھتی گئی۔

دریں اثنا طالبان ان ظالم وارلارڈز سے ملک کو نجات دلانے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔القاعدہ اور دیگر اسلامی انتہا پسند بھی ان کے دوش بدوش تھے جو کہ امریکی حملہ آوروں کے خلاف عراق کے علاوہ ایک دوسرا محاذ گرم رکھنے کے متمنی تھے۔طالبان دنیا میں بہترین طور پر مسلح اور سب سے زیادہ تجربہ کار جنگجو ہیں جن کے جہادیوں کی عالمی تحریک سے روابط ہیں جو کہ پاکستان اور عراق سے لے کر چیچنیا اور فلپائن تک پھیلی ہوئی ہے۔گزشتہ سال سے اتحادی افواج اور افغان فورسز کے خلاف طالبان کے حملوں میں 44 فیصد اضافہ ہوا ہے۔اس سال کتوبر تک افغانستان میں 137 امریکی فوجی مارے جا چکے ہیں جبکہ 2007ء میں کل 117 ہلاکتیں ہوئی تھیں۔امدادی کارکنوں پر طالبان کے حملوں میں بھی شدت آ گئی ہے۔اگست میں طالبان عسکریت پسندوں کے ایک گروہ نے کابل جانے والی شاہراہ پر امریکی امدادی گروپ انٹرنیشنل ریسکیو کمیٹی کی گاڑی پر فائر کھول دیا جس سے تین مغربی عورتیں اور ان کا افغان ڈرائیور مارے گئے۔

بش انتظامیہ جسے دیر بعد احساس ہوا کہ وہ افغانستان میں جنگ ہار رہی ہے' تشدد پر اُتر آئی جیسا کہ اس نے عراق میں کیا تھا' چنانچہ اس نے مزید فوجی دستے

گزشتہ سال سے اتحادی افواج اور افغان فورسز کے خلاف طالبان کے حملوں میں 44 فیصد اضافہ ہوا ہے۔اس سال کتوبر تک افغانستان میں 137 امریکی فوجی مارے جا چکے ہیں جبکہ 2007ء میں کل 117 ہلاکتیں ہوئی تھیں۔

شروع کر رہے تھے۔ادھر پینٹا گان نے جو پہلے ہی اپنی توجہ عراق پر دھاوا بولنے کی طرف مرکوز کر چکا تھا' یہ فرض کر لیا تھا کہ اس نے امریکی سرمائے سے جو افغان ملیشیا کھڑی کی ہے وہ ملک کو محفوظ بنانے کے لیے کافی ہوگی۔2005ء کے پارلیمانی انتخابات میں اقتدار پھر وارلارڈز کے ہاتھ آ گیا جنھوں نے طالبان کے نافذ کردہ نظام سے پہلے دیہی علاقوں کو دہشت میں مبتلا کر رکھا تھا۔کابل میں ایک سینئر امدادی افسر کہتا ہے۔''امریکی مداخلت نے ان لوگوں کو بلینک چیک دے دیا ہے۔امریکیوں نے ان پر رقم' ہتھیار اور گاڑیاں نچھاور کیں لیکن وارلارڈز کے برے اطوار کبھی ختم ہونے میں نہ آئے۔وہ لوگوں کو غلط طور پر استعمال کر رہے ہیں اور اپنی جیبیں بھر رہے ہیں۔''

اس کے برعکس شفاخانوں اور سکولوں کی تعمیر نو کا کام برائے نام ہوا ہے۔حملے کے بعد پہلے دردناک برسوں میں عالمی امداد صرف 57 ڈالر فی شہری کے حساب سے موصول ہوئی جبکہ بوسنیا میں 679 ڈالر فی کس امداد دی گئی تھی۔جب امریکی ٹھیکداروں نے تعمیر نو کے کام ہتھیا لیے اور بدعنوانیوں پر کمر کس لی تو ظاہر ہے افغانستان کی تعمیر نو کے لیے مخصوص سرمایہ ان لوگوں تک بہت کم پہنچتا تھا جنھیں اس کی افغانستان بھیج دیے۔صدر بش نے 9 ستمبر کو نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے افغانستان کے اندر امریکی فوجیوں میں ایک''خاموش اضافے''کا اعلان کیا اور یہ کہا کہ اضافی فوج''افغانستان کی نوخیز جمہوریت''کو مستحکم کرنے کے لیے ضروری ہے۔لیکن اگلے ہی روز ایڈمرل مائیک مولن چیئر مین آف جائنٹ چیف آف سٹاف نے ہاؤس آرمڈ سروسز کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے ایک نہایت مختلف تجزیہ پیش کیا۔اس کے تیار شدہ بیان میں جس کی وزیر دفاع اور وائٹ ہاؤس نے تائید کی تھی' کہا گیا تھا''مجھے یقین ہے کہ ہم افغانستان میں جنگ جیت سکتے ہیں۔''لیکن مولن کانگرس کے سامنے پیش ہوئے تو وہ اپنے تیار شدہ بیان سے منحرف ہو گیا' اس نے برملا کہا''مجھے یقین نہیں کہ ہم افغانستان میں جیت رہے ہیں۔''

اوائل اگست میں صدر کے مشیروں نے ایک بار پھر فوجیوں میں اضافہ کرنے کے صدارتی منصوبے کی تردید کی۔امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں نے جنگ پر ایک خفیہ رپورٹ مرتب کرتے ہوئے انتباہ کیا کہ افغانستان ایک''ڈاؤن ورڈ سپائرل''(نیچے کی طرف آتا ہوا گردو باد) ہے جسے بڑھتے ہوئے تشدد اور روز افزوں کرپشن نے

بڑھادادیا ہے۔وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے بھی کانگرس کے سامنے اعتراف کیا کہ پینٹا گان (امریکی افواج کا ہیڈکوارٹر) کے عراق میں پھیلاؤ سے حالت اتنی پتلی ہوگئی ہے کہ وہ افغانستان میں 10 ہزار مزید فوجی بھیجنے کی درخواست پر اگلے موسم بہار تک عمل درآمد کے قابل نہیں ہوگا۔

لیکن افغانستان میں پھیلی ابتری کا قریب سے مشاہدہ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ مزید فوجی جنگ میں جھونکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔کابل میں اقوام متحدہ کے ایک سینئر آفیسر نے بتایا کہ ''زیادہ فوج مسئلے کا حل نہیں۔بہت سے مرد ایک عورت کو استعمال کرتے رہیں تو اس سے زیادہ بچے تو پیدا نہیں ہوں گے۔''میں نے کابل میں سرکردہ مغربی سفارت کاروں، سکیورٹی ماہرین، سابق مجاہدین اور طالبان کمانڈروں اور یو این اور نمایاں امدادی تنظیموں کے سینئر افسروں کے درجنوں انٹرویو کیے ان میں یہی نقطہ نظر بار بار سامنے آیا۔سب کا اس پر اتفاق تھا کہ صورت حال، ایک افسر کے الفاظ میں ''نہایت گھمبیر ہے۔'' طالبان کے خودکش بمباروں نے کابل کو بقیہ ملک سے کاٹ دیا ہے اور بیشتر دیہی علاقوں میں ان کا سکہ چلتا ہے۔ایک اعلیٰ سفارتکار نے کہا ''لوگ کرزئی حکومت کی حمایت کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ طالبان دیہات میں داخل ہوجائیں گے اور ہر اس شخص کا سر قلم کردیں گے جس نے اتحادی فوج سے مفاہمت کی ہوگی۔''

اس سفارتکار کے بقول مسئلے کا فوجی حل اب قابل عمل نہیں۔وہ کہتا ہے۔''سی آئی اے کے تجزیہ کار انتہائی پریشان اور مایوس ہیں۔کرزئی انتہائی کمزور صدر ہے، وزارت داخلہ بدعنوان اور غیر مؤثر ہے۔افغان فوج کمانڈر یا کنٹرول سے عاری ہے اور عالمی اتحاد کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔''اس سلسلے میں ایک مغربی امدادی ادارے سے منسلک اعلیٰ افسر نے کہا ''ہم افغانستان میں کامیابی حاصل کرنے کے لائق نہیں.....اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم انخلا کی سٹریٹجی تیار کرنا شروع کردیں۔''

طالبان کے ساتھ سفر کرنے اور یہ جاننے کے لیے کہ وہ آپریشن کیسے کرتے ہیں، میں نے کابل میں ایک چلتے پرزے افغان دوست سے رابطہ کرکے کہا کہ وہ میرا تعارف کرادے۔ملا ابراہیم سے میرا رابطہ کرایا گیا جو دیہہ پاک ضلع غزنی میں 500 آدمیوں کی کمان کرتا ہے۔کابل میں ایک سہہ پہر میرے دوست کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔ابراہیم جیسے درمیانی سطح کے طالبان لیڈر دارلحکومت میں آزادانہ گھومتے پھرتے ہیں۔امریکی فوج کے پاس دشمن کمانڈروں کی شناخت کے لیے نہ انٹیلی جنس ہے اور نہ افرادی طاقت، اور انہیں حراست میں لینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔(ابراہیم کی شناخت چھپانے کے لیے میں نے اس کا نام بدل دینے پر رضامندی ظاہر کی۔)

ابراہیم اب چالیس کے پیٹے میں ہے۔وہ 1990ء سے طالبان کے ہمراہ لڑ رہا ہے۔وہ لنگڑا کر چلتا ہے کیونکہ گھٹنے سے نیچے دائیں ٹانگ ملک کی خانہ جنگی میں کھو بیٹھا تھا۔پہلے اس نے بتایا تھا کہ وہ امریکی گولی سے زخمی ہوا تھا مگر بعد میں پتہ چلا کہ حریف طالبان کمانڈر کے ساتھ لڑائی میں اسے زخم آئے تھے۔ابراہیم نے وعدہ کیا کہ وہ طالبان کے وزیر دفاع سے رابطہ کرکے اس سے میری ملاقات کا بندوبست کرے گا۔اس دوران میں نے کابل کے بازار سے شلوار قمیص کے کئی جوڑے خرید لیے۔میں نے اپنی ڈاڑھی بھی بڑھالی تھی کہ دیکھنے میں افغان لگوں، اور نیویارک سے روانگی سے پہلے میں نے اپنی عربی اور بنیادی فارسی بہتر بنالی تھی اور ایک ہفتہ پشتو کی کلاسوں میں بھی حاضری دی تھی۔پشتو کی ضرورت بس اتنی تھی کہ فوجی رینکس اور ہتھیاروں مثلاً بارودی سرنگوں اور گولیوں کے پشتو مترادفات کا علم ہوجائے اور اس طرح کے روزمرہ کے جملے یاد ہوجائیں۔

''مجھے اپنا شناختی کارڈ دکھاؤ'

گاڑی کو جانے دو'

تم قیدی ہو'

ہینڈز اپ'

ہتھیار ڈال دو'

یوں اگر میں کسی افغان کو گرفتار کرنا چاہوں تو اس کے لیے میں تیار تھا۔پشتو کی کتاب میں یہ جملہ شامل نہیں {Ze tlibano milmayam} یعنی ''میں طالبان کا مہمان ہوں۔'' ❁❁❁

بقیہ: صلیبی جنگ کے نتیجے میں امریکہ کا زوال

وائس آف امریکہ کی ایک رپورٹ کے مطابق ڈاکٹروں کے پاس جو مریض جاتے ہیں، ان میں سے 40 فیصد ڈاکٹر کے تجویز کردہ نسخہ کے مطابق دوائی خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔30 فیصد امریکی ڈاکٹروں کے پاس ہی نہیں جارہے کیونکہ وہ ڈاکٹر کی فیس ادا نہیں کرسکتے۔700 ارب ڈالر کا بیل آؤٹ پیکج بحران پر قابو پانے میں ناکام رہا، اور اب 800 ارب ڈالر کا ایک اور پیکج لایا جارہا ہے، یقیناً یہ بھی ناکام ہوگا۔

اقوام متحدہ نے جی 8 ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ ترقی پذیر ممالک کے لیے 300 ارب ڈالر کے بیل آؤٹ پلان کا اعلان کریں جبکہ امریکہ نے اپنے مالیاتی بحران سے نمٹنے کے لیے چار خلیجی ریاستوں سے 300 ارب ڈالر کی امداد مانگی ہے، سعودی عرب سے 120، یو اے ای سے 70 قطر سے 60 اور کویت سے 40 ارب ڈالر۔

یہی وقت ہے کہ اس عفریت کو اپنی موت آپ مرنے دیا جائے۔اکیسویں صدی کا قارون زمین میں دھنس رہا ہے، جو اس کا ساتھ دے گا وہ بھی ساتھ ہی دھنس جائے گا۔ان شاءاللہ



خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

یکم دسمبر

کابل: ملا صدیق اللہ نے نیٹو قافلے پر شہیدی حملہ کیا۔ نیٹو کی دو گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں۔ نیٹو نے واقعہ کے بعد علاقہ کو عام آمدورفت کے لیے بند کردیا۔

ہلمند: 8 برطانوی فوجی ہلاک۔ 3 برطانوی فوجی مجاہدین کے ساتھ لڑائی میں مارے گئے۔ دوسری اطلاع کے مطابق صوبہ ہلمند ضلع حیدر آباد میں ایک گھنٹے جاری رہنے والی لڑائی میں 5 برطانوی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ دو مجاہدین بھی زخمی ہوئے۔

۳ دسمبر

قندھار: ایک مجاہد کے شہید حملے کے نتیجے میں ضلع قندھار میں افغان فوج کمانڈر کئی فوجیوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے برطانوی ٹینک تباہ۔ اور 8 فوجی ہلاک۔

غزنی: مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول بم سے پولش فوج کے دو ٹینک تباہ کردیے۔

ہلمند: مجاہدین نے ساتھ لڑائی میں افغان فوج کے 11 فوجی ہلاک۔

فریاب: مجاہدین نے ہلکے اور بھاری اسلحے کے ساتھ افغان فوج کی چوکی پر حملہ کرنے کے بعد قبضہ کرلیا۔ اس کارروائی میں وہاں موجود اسلحہ مجاہدین کو غنیمت ہوا۔

۵ دسمبر

ہلمند: صوبہ ہلمند کے ضلع گارش میں مجاہدین کے حملے سے 4 برطانوی فوجی ہلاک، اور کئی زخمی۔

مجاہدین نے کانوائے پر حملہ کر کے 6 کنیڈین فوجی 5، افغان فوجی اور 1 ٹینک تباہ کردیا۔ مجاہدین نے ایک کارروائی میں 1 برطانوی ٹینک تباہ کردیا۔

۱۶ دسمبر

ہلمند: مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی کے نتیجے میں 5 برطانوی فوجی ہلاک اور 8 زخمی۔

صوبہ ہلمند کے ضلع مندآباد میں مجاہدین اور برطانوی فوجیوں کے درمیان دو گھنٹے جاری رہنے ولی لڑائی میں 5 برطانوی فوجی ہلاک۔

قندوز: قندوز میں مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے 1 جرمن فوج کی گاڑی تباہ کردی، جس میں موجود تمام فوجی ہلاک۔

قندھار: صوبہ قندھار کے ضلع میوان میں مجاہدین کے ریموٹ کنٹرول بم حملے میں کنیڈین فوج کا ٹینک تباہ، ٹینک میں موجود تمام فوجی ہلاک۔

۱۷ دسمبر

پروان: ضلع دیس کوہاٹ میں ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے 1 فرانسیسی ٹینک تباہ۔

ہلمند: مجاہدین کی برطانوی فوجیوں کے ساتھ لڑائی میں 8 برطانوی فوجی ہلاک اور 2 گاڑیاں تباہ۔

پکتیکا: مجاہدین نے ایک حملے میں ایک امریکی گاڑی تباہ کردی جبکہ دوسری کارروائی میں افغان پولیس کی ایک گاڑی تباہ۔

قندھار: ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے پولیس کی گاڑی تباہ۔

۲۰ دسمبر

ہلمند: ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے 3 برطانوی گاڑیاں تباہ، ضلع دیے روز میں 1 ٹینک تباہ۔

اوزگان: ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے نیٹو کے 3 فوجی ہلاک۔

پکتیکا: ضلع شاک میں ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے افغان فوجی کی گاڑی تباہ اور کئی اہلکار زخمی۔

نمروز: مجاہدین کی بازار میں کارروائی کے نتیجے میں 3 پولیس اہلکار ہلاک اور کئی زخمی۔

۲۱ دسمبر

ہلمند: ریموٹ کنٹرول بم حملے کے ذریعے برطانوی ٹینک تباہ، تمام فوجی ہلاک۔

وردگ: ضلع لوار میں مجاہدین کی کارروائی سے 2 گاڑیاں تباہ۔

کنٹر: 2 امریکی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا اور چوکیاں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں۔

۲۲ دسمبر

کنٹر: کنٹر کے ایک ضلع میں کارروائی کے دوران 8 امریکی فوجی ہلاک اور 3 افغان پولیس بھی مارے گئے۔

ہلمند: ریموٹ کنٹرول بم کے تین حملوں میں 3 برطانوی ٹینک تباہ۔

خوست: ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے 1 امریکی ٹینک تباہ۔

وردگ: ضلع سالار میں مجاہدین کی کارروائی سے پولیس کی گاڑی تباہ۔

غزنی: ضلع اندر میں افغان فوج کی گاڑی تباہ، گاڑی میں موجود تمام فوجی ہلاک۔

خوست: ضلع دومندو میں بارودی سرنگ سے 8 امریکی فوجی گاڑی سمیت ہلاک۔

ہلمند: ضلع گردش میں 3 برطانوی فوجی ہلاک۔

۲۳ دسمبر

ہلمند: 2 برطانوی پٹرولنگ یونٹ تباہ۔ 7 برطانوی فوجی ہلاک۔
ایک برطانوی ٹینک تباہ، ٹینک میں موجود تمام فوجی ہلاک۔

قندھار: ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے 1 کنیڈین ٹینک تباہ۔

کنڑ: ضلع دربت میں کارروائی کے نتیجے میں 3 امریکی فوجی ہلاک۔

غزنی: ضلع موگار میں افغان فوج کی گاڑی تباہ۔

ہرات: ریموٹ کنٹرول بم سے افغان فوج کی 1 گاڑی تباہ۔

۲۴ دسمبر

ہلمند: مشوال کے علاقے میں مجاہدین نے برطانوی کیمپ پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 17 برطانوی فوجی ہلاک۔ یہ لڑائی 2 گھنٹے جاری رہی۔

خوست: ضلع صبری میں ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے افغان فوج کی 1 گاڑی تباہ۔

ننگر ہار: پولیس کی چوکی پر حملہ۔ چوکی تباہ، کئی پولیس اہلکار ہلاک۔

۲۶ دسمبر

ہرات: امریکی کیمپ پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ۔ اس کیمپ میں افغان فوجیوں کو امریکہ ٹریننگ دیتا تھا۔ 11 امریکی فوجی ہلاک۔
ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے 1 کنیڈین ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔
ضلع دماد میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 گاڑی تباہ اور 7 افغان فوجی ہلاک۔

ننگر ہار: ریموٹ کنٹرول بم حملے سے 3 امریکی فوجی ہلاک۔

ہلمند: ریموٹ کنٹرول بم حملے سے 2 برطانوی ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔
ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے ہالینڈ کا ٹینک تباہ۔ 4 فوجی ہلاک۔

کنڑ: ضلع تاتل شاہ میں مجاہدین کا امریکی فوج پر حملہ۔ 4 امریکی ہلاک۔

۲۷ دسمبر

نمروز: مجاہدین عبدالقدس نے شہیدی حملہ کیا جس کے نتیجے میں کم از کم 9 فوجی ہلاک۔
ضلع گیلان میں 4 پولیس والے ہلاک اور 1 گاڑی تباہ۔
مجاہدین کی کارروائی کے نتیجے میں 4 پولینڈ کے فوجی ہلاک۔

کنڑ: ضلع شوگئی میں 3 امریکی فوجی ہلاک۔

قندھار: ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے 1 کنیڈین ٹینک تباہ۔

ہلمند: موسیٰ قلعہ میں بارودی سرنگ سے ٹکرا کر 1 برطانوی ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

۲۸ دسمبر

خوست: ضلع اسماعیل خیل میں قاری حمید اللہ نامی مجاہد نے ۵۰۰ کلوگرام بارود سے بھری گاڑی کٹھ پتلی افغان حکومت کی عمارت سے ٹکرا دی جس سے کم از کم ۲۰ امریکی مردار اور ۵۰ زخمی ہوئے۔

قندھار: ضلع باغ پھول میں فدائی حملے میں کنیڈین ٹینک تباہ۔ ۷ کنیڈین اور ۹ افغان فوجی ہلاک

کابل: ضلع سروبی کے علاقے وازن میں مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ، ۸ فرانسیسی فوجی ھلاک اور متعدد زخمی۔

قندھار: ضلع پنجوائی کے علاقے صالحان میں بارودی سرنگ کے حملے میں ۹ مرتد افغان پولیس اہلکار ہلاک اور ایک گاڑی مکمل تباہ۔

قندھار: قندھار شہر کے علاقے کابل دروازہ میں مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ، افغان فوج کے ۵ اہلکار ہلاک۔

ننگر ہار: مجاہدین نے افغان پولیس کی چوکی قبضہ کرنے کے بعد تباہ کر دی۔ مرتدین فرار ہو گئے۔ بھاری مقدار میں اسلحہ غنیمت بنا۔

فریاب: ضلع چہل غازی میں امریکی صلیبیوں کا ٹینک ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کے حملے میں تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام کافر مردار۔

غزنی: ضلع گیلان میں گھات لگا کر کیے گئے حملے میں ۴ مرتد افغان فوجی ہلاک۔

۲۹ دسمبر

ہلمند: ضلع گریشک میں صلیبی برطانوی فوج کا مجاہدین پر حملہ پسپا۔ شدید لڑائی میں ۲۳ برطانوی فوجی جہنم واصل۔

قندھار: ضلع پنجوائی میں ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کے حملے میں کینیڈین فوج کا ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

قندھار: ضلع دامن میں ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کے حملے میں کینیڈین فوج کا ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار ۵ فوجی ہلاک۔

اُرزگان: ضلع ترین کوٹ میں مجاہدین نے دوبدو مقابلے میں ۳ آسٹریلوی فوجی جہنم رسید جبکہ ۴ زخمی

قندھار: ضلع پنجوائی میں مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کر کے مرتد افغان فوج کے کمانڈر داؤد سمیت ۶ مرتد افغان فوجی ہلاک کر دیے۔ حملے میں فوجی گاڑی بھی مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔

قندھار: ضلع میوند میں ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کے حملے میں امریکی فوج کے لیے رسد لے جانے والی گاڑی تباہ۔

غزنی: ضلع تہکہ میں ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کے حملے میں پولینڈ کا ٹینک تباہ اوراس میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

غزنی: ضلع گیرو میں ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کے حملے میں پولینڈ کا ٹینک تباہ اوراس میں سوار ۴ فوجی ہلاک۔

خوست: ضلع علیشیر میں دشمن کے کیمپ پر ۱۵ مارٹر گولے فائر کیے گئے۔

فراح: ضلع دلآرام میں ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کے حملے میں امریکی فوج کے لیے رسد لے جانے والی 2 گاڑیاں تباہ۔

ہلمند: ضلع گرشک میں برطانوی فوجی قافلے پر مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ 3 صلیبی فوجی جہنم واصل۔

قندھار: ضلع پنجوائی مجاہدین نے بارودی سرنگ کے ذریعے حملہ کر کے افغان پولیس کی گاڑی اڑادی۔ گاڑی میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

۳۰ دسمبر

فراح: فراح شہر میں مجاہدین نے افغان پولیس کی ۴ چوکیوں پر قبضہ کر کے ۴ پولیس اہلکاروں کو گرفتار کر لیا، بڑی مقدار میں اسلحہ بھی بطور غنیمت حاصل ہوا۔

ہلمند: ضلع نوا میں مجاہدین کے ساتھ طویل اور شدید جھڑپ میں ۱۹ برطانوی فوجی مردار جبکہ ۱۸ شدید زخمی۔

غزنی: ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کے حملے میں پولینڈ کا ٹینک تباہ اوراس میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

خوست: ضلع باک میں مجاہدین نے مرتد افغان فوج کے مرکز پر ۱۰ مارٹر گولے پھینکے جس سے مرکز تباہ ہوگیا جبکہ ہلاکتوں کی تعداد معلوم نہیں ہوسکی۔

پکتیا: شیواک ضلع میں مجاہدین کا صلیبی اور مرتد افواج کے مشترکہ کانوائے پر گھات لگا کر حملہ، ۴ گھنٹے جاری رہنے والی شدید جھڑپ میں دشمن کے ۶ ٹینک تباہ اوران میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔

کنڑ: ضلع دنگام میں مجاہدین نے افغان پولیس کے مرکز پر حملہ کیا جس میں ۲ اہلکار ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے۔

۳۱ دسمبر

ہلمند: ضلع کجاکئی میں مجاہدین نے مرتد افغان فوج کی چوکی پر حملہ کر کے ۴ کمانڈرز سمیت ۳۶ اہلکار ہلاک کر دیے اور چوکی پر قبضہ کر لیا۔ کارروائی میں بڑی مقدار میں اسلحہ بھی غنیمت ہوا۔

بادغیس: ۸ پولیس اہلکاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

قندھار: ضلع دامن میں مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے حملہ کر کے کینیڈین فوج کا ٹینک تباہ کر دیا۔ ٹینک میں سوار تمام صلیبی ہلاک ہوگئے۔

ہلمند: ضلع گریشک میں مجاہدین نے گھات لگا کر برطانوی فوجی قافلے پر حملہ کیا جس میں ۵ برطانوی صلیبی مردار جبکہ ۴ زخمی ہوگئے۔

بلخ: ضلع چاربلک میں افغان فوج و صلیبیوں کے مشترکہ قافلے پر گھات لگا کر کیے گئے مجاہدین کے حملے میں ۴ گاڑیاں تباہ جبکہ ہلاکتوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوسکی۔

زابل: ضلع شہری میں ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کے نتیجے میں نیٹو کے ۲ ٹینک تباہ۔

بقیہ: قربانی کی تیاری

''وہ بھی میرے ساتھ جائیگی۔'' اس نے اسی لہجہ میں جواب دیا۔

''واپسی کب ہوگی؟'' میں نے پوچھا۔

''جب دہرائے جانے کا عمل مکمل ہوگا اور ایک ٹیسٹ دے دونگا''

ٹیسٹ کی بات سن کر میں چونک گیا۔ مگر میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔

پھر جب وہ چلا گیا تو میری اس کے گھر والوں سے بات ہوئی۔ پتا چلا کہ شادی کے دودن بعد سے ہی اس کے پاس کچھ مہمان آگئے تھے اور وہ چار پانچ دن کے لئے پھر غائب ہوگیا تھا۔ اب وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ سبق دہرانے جارہا تھا اور۔۔۔۔ پھر وہ چلا گیا۔

میں اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پارہا تھا۔ اسی دوران دوبارہ اسی علاقہ سے کال آئی تو دوسری جانب محسن بھائی تھے۔ میرے فون اٹینڈ کرتے ہی انھوں نے کہا۔

''مبارک ہو آپ کو۔''

''آپ کو بھی۔''

''اجر صرف اللہ کے ہاں ہے۔ اس کی تیاری مکمل تھی اور تڑپ اللہ کو پسند آگئی اسی لئے اپنے پسند کے محاذ پر منزل پا گیا۔ قربانی کی قبولیت کے لئے دعا کیجئے گا۔ پسندیدہ مقام پر داد شجاعت دیتے ہوئے مراد پالینا صرف خوش نصیبوں کا مقدر ہوتا ہے۔'' محسن بھائی نے کہا۔

''میں آپ کے پاس آرہا ہوں۔ محاذ کی تبدیلی کے لئے نہیں تیاری کے لئے۔'' میں نے کہا۔

''ضرور! مجھے خوشی ہوگی۔'' یہ کہ کر انھوں نے فون رکھ دیا۔

اُس فون کال کے بعد میں سوچنے لگا کہ وہ تو ہمیشہ سے تیار تھا اور پھر اہلیہ بھی وہ ملی جو نعمت ثابت ہوئی۔ ان دونوں سے زیادہ تیاری کس کی ہوسکتی ہے۔ اس سے زیادہ جو شادی کے پہلے ہی روز بیوی کو تین چیزیں تحفہ میں دے اور وہ بیوی واپس کیسے اس دنیا میں آسکتی ہے جس نے پہلی ملاقات میں وہ تحفے وصول کئے ہوں۔

آب زم زم میں بھگویا ہوا کفن،

وصیت نامہ اوراس میں

اپنی موت کی صورت میں دوسرے نکاح کی ہدایت۔ ❀❀❀

قربانی کی تیاری

طارق حبیب

میں عمرے کے لئے چلا گیا اور اس کا نکاح بھی ہو گیا۔ جب میں واپس آیا تو اسی روز اس کی بارات تھی۔ میں گھر پہنچا کپڑے تبدیل کئے اور اپنی فیملی کے ساتھ اس کے گھر روانہ ہو گیا۔ میں نے اس کے لئے متعدد تحائف خریدے تھے اور وہ تحفہ بھی جو اس نے کہا تھا۔ پھر جب میری والدہ نے اس کے لئے لائے ہوئے تحفوں کے ساتھ پلاسٹک کا وہ بیگ بھی رکھا تو میں روک نہ سکا۔ میں اسے شادی کی تقریب کے موقع پر یہ نہیں دینا چاہتا تھا۔ جب ہم تقریب میں پہنچے تو کئی پرانے دوست بھی موجود تھے۔ خوب ہنسی مذاق میں وقت گزر گیا۔ جب میں واپس گھر جانے لگا تو میں نے اسے تحائف دئے اور وہ فرمائشی تحفہ چھپالیا۔

''میں نے تم سے کچھ منگوایا تھا''۔ اسے یاد تھا۔

''ہاں لایا ہوں۔ کیا یہ مناسب وقت ہے اس تحفہ کے لئے۔'' میں نے پوچھا۔

''بالکل۔'' اُس نے مختصر جواب دیا۔

''میں نے اس کی چیز اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ کوئی دوست شادی کی تقریب میں ایسا تحفہ نہیں دے سکتا اس لئے اسے تحفہ مت سمجھنا۔'' میں نے غصہ سے کہا۔

وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر چند نوٹ نکال کر میری جیب میں ڈال دیئے۔

''اب یہ تمہارا تحفہ نہیں میری منگوائی ہوئی چیز ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے۔

میں شدید کوفت کا شکار تھا۔ اس لئے نوٹ اسے واپس نہ کئے۔ پھر میں اپنی فیملی کے ساتھ گھر آ گیا۔ رات کو میں اپنے کمرے میں لیٹا حمزہ کے متعلق ہی غور کر رہا تھا کہ اچانک میرے موبائل فون پر رنگ ہونے لگی۔ میں نے چیک کیا تو عبیدہ کی کال تھی۔

''تم تقریب سے جلدی آ گئے۔ خیر تو تھی نا؟'' عبیدہ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں یار! گھر والے ساتھ تھے اس لئے جلدی آ گیا۔ اور تم بتاؤ کیسا رہا؟''

''ہم نے اس کا خوب ریکارڈ لگایا ہے۔'' عبیدہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''وہ بہت جلدی تپتا ہے کیسے برداشت کرلیا؟'' میں نے پوچھا۔

''آج کچھ بول ہی نہیں سکا۔ ویسے یار ایک بات مجھے تنگ کر رہی ہے۔ تمہارے عمرے پر جانے کے بعد یہ تمام وقت میرے ساتھ رہا تھا۔ اس نے کوئی خریداری نہیں کی۔ مجھے ابھی خیال آ رہا ہے کہ وہ اہلیہ کو تحفہ کیا دے گا؟''

''یہ بات تو میں نے بھی نہیں سوچی۔ وہ تحائف وغیرہ کو مانتا بھی نہیں ہے۔'' میں نے کہا۔

ہو سکتا ہے جو چیز تم نے اُسے دی اور اس نے تمہیں قیمت ادا کر دی۔ وہ چیز تحفہ میں دے۔ عبیدہ نے کہا تو میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اس موقع پر کیا وہ ایسا کر سکتا ہے کیا اسے کسی دوسرے کے احساسات و جذبات کا خیال نہیں ہوگا۔ اسی سوچ میں مجھے عبیدہ کی کوئی بات سمجھ نہ آئی تو میں نے موبائل بند کر دیا۔ میں پریشان ہو چکا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ ایسا کر سکتا ہے۔

ویسے میں وہ ملا تو میں نے لگی لپٹی رکھے بغیر اس سے پوچھ لیا ''تم نے بھابھی کو کیا تحفہ دیا؟''

''وہی جو تم سے قیمت دے کر خریدا تھا۔'' اس نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔

''تمہارا دماغ خراب ہے تم نے ایسا کیوں کیا۔''

تیاری۔۔۔۔ تیاری

میں اسے دیکھتا رہ گیا۔ کبھی کسی دوسرے کے متعلق بھی سوچ لیا کرو۔ میں نے غصہ سے کہا۔

''میں اسے نکاح کے بعد سب کچھ بتا چکا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ بھی تیاری کر لے۔'' اُس نے اسی اطمینان کے ساتھ جواب دیا۔

''تحفہ دیکھ کر کیا کہا بھابھی نے؟'' میں نے پوچھا۔

وہ بھی تیاری کر چکی ہے۔ اس نے کہا کہ ہتھیلیاں صرف پتوں کے پیسنے سے بننے والی مہندی کے لئے نہیں ہوتیں۔

اس کا جواب سن کر میں سوچنے لگ گیا کہ محسن بھائی نے صحیح کہا تھا کہ ہمارے حق میں کیا بہتر ہے یہ ہمارا رب ہی جانتا ہے۔ اس نے غلطی کی تھی مگر اس کے رب نے اسے شریک حیات کے معاملے میں بھی بہت نوازا تھا۔ اس دن کے بعد ہماری ملاقات دو ہفتوں بعد ہوئی۔ وہ میرے پاس آیا تو بہت خوش تھا

''کیا ہوا شادی کے بعد بہت خوش دکھائی دے رہے ہو؟''

''میں جا رہا ہوں۔'' اس نے آتے ہی کہا۔

''تمہاری شادی ہوئی تمہیں ضرور جانا چاہئے۔ گھومو پھرو مزے کرو''۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم غلط سمجھے۔۔۔ میں سبق دہرانے جا رہے ہوں۔'' اس نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

''شادی کے دو ہفتوں بعد کوئی ایسی بات کر سکتا تھا بھی؟'' میں نے پوچھا۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۳ پر)

چوتھی قسط

قبولیت و مقبولیت

عمر خیام

''تم واپس نہیں گئے''؟اس نے بوڑھے سے پوچھا۔
ان پہاڑوں کے اس پار میرے دو بیٹے مارے گئے۔اہلیہ کا بھی انتقال ہوگیا۔اب وہ ہے یا اس کے بندے۔ویسے بھی مجھے اس سرزمین سے محبت ہے۔ایک روز کوشش کی تھی مگر مجھے چین نہیں آیا بس واپس آگیا اس سرزمین کے سوا مجھے کہیں سانس لینا بھی محال ہے۔
بوڑھا اسے باتوں کے دوران حجرے تک لے آیا تھا اور پھر اسے اس کی جگہ پر سلا دیا۔
صبح انکی روانگی تھی اور بوڑھا صبح سویرے ہی اس کے پاس پہنچ گیا اور بولا۔
بیٹا،تم جہاں جارہے ہو وہ لوگ ہمیں اپنی ترقی کا دشمن سمجھتے ہیں۔تم ایسا کروان راہوں کی تھوڑی خاک ساتھ لے جاؤ یہ ان آنکھوں کے لئے سرمہ ہے جن کی آنکھیں چندھیا گئی ہوں۔انھیں ڈرانا اس دن سے کہ جس دن آنکھیں پتھرا جائیں گی اور وہ چاند کہ جس سے تم اپنے پیاروں کے چہروں کو تشبیہ دیتے ہو وہ بے نور ہوجائے گا اور یہ زندگی جسے تم سب کچھ سمجھے بیٹھے ہو ایک گھڑی اور ایک دھوکہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔
وہ روانہ ہوا اور واپس اپنے شہر پہنچ گیا۔اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ کب وہ اپنے بڑے دائرے کے مدار سے نکلا اور مرکز کے قریب گردش کرنے والے سیاروں کے مدار میں داخل ہوگیا۔نرم بستر پر سونا ازیت بنا تو راتوں کو اٹھ کر گریہ زاری شروع کردی۔پانی پیتے ہوئے کبھی کنٹینروں میں پیاس کی شدت سے ایک دوسرے کا پسینہ چاٹنے والوں کا خیال آیا تو روزے رکھنا شروع کردئے،مایوسی قریب بھٹکنے لگتی تو قران کی تلاوت شروع ہوجاتی۔بات بدن کی طہارت سے قلب کی طہارت تک جا پہنچی۔خوفزدہ سہمے اور مایوسی کے مارے ہوئے لوگوں میں وہ ان محدود چند لوگوں میں سے تھا جو برے سے برے حالات میں بھی پیش قدمی جاری رکھتے تھے۔تڑپ کچھ اور بڑھ گئی تھی۔کبھی گفتگو ہوتی تو وہ ایک ہی بات کہتا۔اصل میں تو دن یہی ہیں۔
دوسری جانب تلاش اور جستجو کا سفر بھی جاری تھا۔کبھی کبھی اسے یوں محسوس ہوتا جیسے وہ چلتے چلتے اچانک رک گیا ہو۔برسوں قبل ہونے والی گفتگو آج بھی اس کے ذہن میں بالکل تازہ تھی۔مائل تو وہ بچپن سے تھا ہی،بہت کچھ سوچنے،سمجھنے اور پرکھنے کے بعد قائل بھی ہوگیا تھا کہ اسے مقبولیت کا ہی انتخاب کرنا ہے۔شہرت اس کا راستہ نہیں ہے۔کامیابی کا مفہوم اس کی لغت میں کچھ اور تھا لیکن اسے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کوئی کڑی گم ہو۔قائل ہونے کے بعد اور قابلیت عطا ہونے کے درمیان بھی کچھ تھا جس کے بعد قرب کی منزلیں شروع ہوتی تھیں۔
اس عرصے کے دوران لاتعداد مرتبہ ہر اس شخص کے سامنے اس کے لبوں پر یہ سوال مچلتا رہا جس سے جواب کی زرا سی بھی امید تھی اور پھر اچانک یہ گرہ کھل گئی۔
سرکاری اسپتال کے جنرل وارڈ میں جہاں ہر وقت ہائے ہائے کی صدائیں گونجتی رہتی تھیں وہ 35 سالہ شخص ہر سانس کے ساتھ شکر ادا کرنا نہ بھولتا تھا۔مہینہ بھر پہلے اس پر فالج کا شدید حملہ ہوا تھا اور گزشتہ چند دن سے اس کی حالت میں کچھ بہتری آئی تھی۔
وہ جب بھی راؤنڈ پر اس شخص کے قریب آتا تو وہ فالج زدہ شخص اس سے ضرور پوچھتا کہ وہ کس ادھیڑ بن میں مبتلا ہے۔وہ ہر دفعہ اس کی رپورٹس چیک کرنے کے بعد مسکرا کر اسے تسلی دیتے ہوئے آگے بڑھ جاتا۔
اس روز وہ شاید کچھ زیادہ ہی گہری سوچ میں تھا۔بیڈ پر لیٹے ہوئے شخص نے پھر پوچھا۔
ڈاکٹر صاحب کیا سراڈھونڈنے کی کوشش کررہے ہو؟
سرا نہیں۔صرف ایک کڑی ہے۔۔۔جب انسان مائل ہونے کے بعد دل سے قائل بھی ہوجائے تو قابلیت عطا ہونے کے درمیان کیا ہوتا ہے۔کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے جس کی بنیاد پر قابلیت بخشی جاتی ہے۔رپورٹس کا بغور جائزہ لیتے ہوئے بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔
"تعلق"
وہ اس وقت اس کے سرہانے کھڑا نرس کو اس کی کچھ ادویات تبدیل کرنے کا مشورہ دے رہا تھا۔اس کی آواز کان میں پڑتے ہی اس نے کسی قدر حیرت سے اس کی جانب دیکھا اور ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر اس کی فائل بند کرکے اس کے پاؤں کی جانب آکر بیٹھ گیا۔اس کی آنکھیں یکدم چمکنے لگی تھیں۔
قائل بہت سے لوگ ہوتے ہیں اور بس یہی تک رہ جاتے ہیں یعنی عمومی درجہ تک۔جو قائل ہونے کے بعد مضبوط بنیادوں پر تعلق قائم کرتے ہیں قابلیت انھیں ہی عطا ہوتی ہے۔یہ تعلق ہی اگلے مدارج کا تعین کرتا ہے۔وہ تعلق جس کی بنیاد محبت ہے۔وہی محبت جو رشتوں کی بنیاد ہوتی ہے اور جسے "عودہ" کہا گیا ہے اسی تعلق کی بنیادوں پر عمارت کی بقیہ منزلیں تعمیر ہوتی ہیں۔قرب کی،قربانی کی،قبولیت کی اور مقبولیت کی۔
تعلق جب خاص ہوا اور ہمہ وقت کا احساس بن جائے تو وہ قرب بن جاتا ہے۔قرب قربانی کا حوصلہ اور جذبہ پیدا کرتا ہے۔بڑی سے بڑی قربانی اور قربانی کا کیا کہنا۔۔۔انسان کے ڈیفنس میکنزم میں سب سے پختہ ڈیفنس میکنزم اور سب سے میچور رسپانس۔۔۔یعنی" آلٹروازم"
اس نے مریض نما معالج کا ہاتھ نرمی سے دبایا اور اس پر بوسہ دینے کے بعد شکریہ ادا کرتے ہوئے جانے کو کھڑا ہوا تو بستر پر لیٹے شخص نے اسے آنکھوں کے اشارے سے

دوبارہ بیٹھ جانے کو کہا۔
قابلیت تو کب کی تمہیں عطا کی جا چکی۔اب تو تم قرب کی دہلیز پر کھڑے ہو کیا تمہیں احساس نہیں ہوا۔۔۔ہاں ہوتا بھی کیسے۔سفر کا جنون ہی کچھ ایسا ہوتا ہے۔
وہ کیسے۔۔؟
قبولیت کا سفر زرا طویل بھی ہوتا ہے اور کٹھن بھی لیکن جو قبولیت کی راہ پر چل پڑے تو فطرت کے سارے عوامل اس کے مددگار بن جاتے ہیں۔زندگی میں رونما ہونے والے واقعات میں قدرت اسے ہمیشہ مثبت رکھتی ہے اور بعض اوقات کوئی ایک واقعہ حتیٰ کہ کوئی ایک لمحہ کسی کو اچانک بہت آگے لے جاتا ہے۔سالوں کا سفر لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔
شہرت اور مقبولیت میں کیا فرق ہے؟ اس نے شاید اس شخص کو تولنے کی نیت سے پوچھا۔
وہ مسکرایا اور بولا۔۔۔مقبولیت کسی کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور شہرت میں انسان مبتلا ہوتا ہے۔یہ انعام وہ ابتلا۔کسی پھوڑے سے بہتی ہوئی لیس اور آنکھ سے بہتے ہوئے آنسو کا کیا موازنہ۔
وہ بستر پر لیٹے ہوئے شخص کو حیرت سے دیکھے جا رہا تھا۔بظاہر کوئی خاص بات بھی نہیں تھی اس میں۔فالج ہونے سے اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہاں رفتار میں صرف تیزی آسکتی ہے۔اس نے دل میں سوچا۔
یہ وہ دن تھے جب اپنے ہی محافظ ان بستیوں پر ٹوٹ پڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے جہاں کے باسیوں نے سر جھکانا سیکھا ہی نہیں تھا۔سرکشی ان بستی کے باسیوں کا اعزاز تھا اور انھیں خدا کے علاوہ ساری دنیا کا باغی بننا منظور تھا۔بس اپنے رب سے سرکشی ان کی سرشت میں نہیں تھی۔
فوج کشی ہوئی،بم برسائے گئے تو پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو گئے اور بدن بھی،لیکن نہ وہ جھکے اور نہ ان کی آغوش میں پلنے والے۔گولہ بارود بھی پرایا،معاوضہ بھی باہر سے اور پھر بھی ڈھٹائی کہ اپنے مفاد میں یہ جنگ لڑ رہے ہیں۔
وہ اس پیشہ سے وابستہ تھا جس کے بیشتر افراد پسماندہ علاقوں میں جانے سے بھی صاف انکار کر دیتے تھے۔پیشہ وارانہ فرائض اور مذہبی فریضہ دونوں یکجا ہوائے تو اس نے ایک لمحہ سوچے بغیر اپنے ہی ملک کے اس حصے کا رخ کیا جسے دشمن کا علاقہ سمجھ کر تاراج کیا جا رہا تھا۔اس دفعہ وہ اکیلا تھا۔مختلف بستیوں میں مسیحائی کرتے ہوئے اس نے قسورہ کی بستی کا رخ کیا اور وہ اسے راستے میں ہی زرا بلندی کی چٹان سے ٹیک لگائے بیٹھا مل گیا۔
اسے دیکھتے ہی اس کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ دور سے نعرہ مارتے ہوئے بولا۔
شیخ کیا کہتے ہو،قیام ہے یا سفر۔
بوڑھے قسورہ کو اس کی بات سمجھنے میں دیر نہ لگی اور مسکراتے ہوئے بولا۔
بیٹا،سفر تو ہے مگر یہ مبرم سفر ہے،محدود نہیں لامحدود سفر ہے۔امر نہیں ہے۔۔باہر سفر کے راستے مسدود ہوں تو ٹھٹرنے کے بجائے اندر کی دنیا میں سفر کرو۔
وہ اتنی دیر میں چٹان پر چڑھ آیا تھا اور بوڑھے نے اسے گلے لگا لیا۔اسکی پیشانی چومتے ہوئے بولا
بیٹا،مجھے یقین تھا تو چلا آئے گا۔بوڑھے نے یہ کہتے ہوئے لکڑی کی ٹانگ بدن سے جدا کی اور اسے دیتے ہوئے بولا،
لے،اسے تکیہ بنا اور لیٹ جا تو تھک گیا ہوگا۔
یہ مبرم اور امر سفر کیا ہے؟اس نے پوچھا
کھانا سامنے ہو تو کھالو اور چاہو تو واپس کر دو۔سائل آئے تو دے دو یا نرمی سے منع کر دو۔مگر جب موت آتی ہے تو واپس نہیں جاتی۔بھاگتے رہو زمین کے کناروں سے نکل نہ پاؤ گے۔یہ امر ہے۔بوڑھے نے جواب دیا۔
مجھے امر اور مبرم کا علم نہیں ہاں میں ضرور دو دنیاؤں میں بٹ چکا ہوں۔کبھی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی کبھی اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی طاقت ہے جو مجھے اڑنے پر آمادہ کر رہی ہے لیکن پاؤں میں بہت سی بیڑیاں روکتے ہوئے محسوس ہوتیں ہیں بدن کے ایک ایک ریشے میں اتنا کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے کہ ہر ریشہ ٹوٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔دل میں اتنا غبار جمع ہو گیا ہے کہ گھٹن سے سانس لینا بھی محال ہے۔
قسورہ کے لبوں پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی وہ بولا
اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ یہ مبرم سفر ہے۔ابھی تجھے بہت سے موسموں سے گزرنا ہے۔وقت لگے گا۔کردار بنے گا۔پھر تجھے اختیار بھی مل جائے گا۔
شیخ تم میرے کرب کو نہیں سمجھتے۔اس نے دل گرفتگی سے کہا۔
وہ اور دنیا ہے جس مین انسان درجہ پا لینے قبولیت حاصل کر لینے اور حتیٰ کہ مقبولیت پالینے کے بعد بھی صاحب اختیار نہیں ہوتا۔بااختیار ہوتے ہوئے بھی بے اختیار ہوتا ہے۔سمندر پر چلنے کی ادا اپنی جگہ لیکن جو سرمستی اور سرشاری اپنے گھوڑے کو سمندر میں ڈال دینے کی ہے وہ ادا ہی کچھ اور ہے۔انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے سعی کی۔وہاں صرف دعا کا اختیار ہوتا ہے۔دوا اور شفاء کا نہیں۔اس میں دعا اور دوا کے دو اختیار چلتے ہیں صرف شفاء وہ اپنے پاس رکھتا ہے۔
(جاری ہے)


صلیبی جنگ اور آئمتہ الکفر

ترتیب و تبصرہ: احمد مصطفیٰ

☆5 سالہ جنگ کے باوجود عراق میں صورتحال سنگین ہے: امریکی جنرل کا اعتراف

عراق میں سینیئر امریکی جنرل 'رے اوڈیرنو' نے اعتراف کیا ہے کہ پانچ سال کی جنگ کے باوجود آج بھی عراق میں صورتحال سنگین ہے۔ جنرل اوڈیرنو کا کہنا تھا کہ عراق میں 'بحالی امن' کے لیے پانچ سال جدوجہد کے باوجود آج بھی القاعدہ اور دیگر عسکریت پسندوں کی جانب سے حملوں کا خطرہ موجود ہے۔

امریکی جنرل نے خود ھی عراق میں فتح کے امریکی دعووں کی قلعی کھول دی ھے۔ 'نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن' کے مصداق عراق امریکہ کے گلے کا ایسا کانٹا بن گیا ھے جو نہ اُگلا جاسکتا ھے نہ نگلا جاسکتا ھے۔ ان شاء اللہ عراق اور افغانستان میں ذلت آمیز شکست کے سبب وقت کا یہ طاغوت عنقریب مجاھدین کی ضربات کلیم سے پاش پاش ہونے کو ھے۔

☆پاکستان نے مالی مدد ضائع نہیں کی، سب سے زیادہ القاعدہ ارکان مارے یا پکڑے: رابرٹ گیٹس

امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے کہا ہے کہ ''دہشت گردی کی جنگ'' میں نمایاں کردار ادا کرنے پر پاکستان کے لیے بھرپور سیکیورٹی اور اقتصادی حمایت جاری رکھیں گے۔ رابرٹ گیٹس کا ایک ریڈیو تقریر میں کہنا تھا کہ پاکستان نے مالی مدد ضائع نہیں کی بلکہ سب سے زیادہ القاعدہ کے ارکان گرفتار کیے یا مارے۔

رابرٹ گیٹس کے جانب سے یہ ستائش 'اسلامی' جمہوریہ پاکستان کے ماتھے پر ایک کالک ھے اور اس پر مزید کسی تبصرہ کی بجائے کسی امریکی جریدے کے کارٹون کی یاد آتی ھے جو خالد شیخ محمد کی پاکستان سے گرفتاری اور امریکہ کو حوالگی کے بعد شائع کیا گیا تھا۔ کارٹون میں میں جنرل پرویز کو ایک کتے کی شکل میں دکھایا گیا تھا جو اپنے منہ میں شکار یعنی خالد شیخ محمد حفظہ اللہ کو پکڑ کر اپنے مالک یعنی امریکہ کو پیش کر رہا ھے۔

☆امریکہ کا 20 ہزار کی بجائے 30 ہزار مزید فوجی افغانستان بھیجنے کا اعلان

امریکی فوجی سربراہ 'مائیک مولن' نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ پہلے سے طے شدہ 20 ہزار فوجیوں کی بجائے اب 30 ہزار تک اپنے فوجی افغانستان بھیجے گا جبکہ کٹھ پتلی کرزئی حکومت کے وزارت خارجہ کے ترجمان نے امریکی اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان فوجیوں کو پاکستانی سرحد کے قریبی علاقوں میں تعینات کرنے کا مطالبہ کیا تاکہ جنوبی افغانستان میں طالبان کی سرگرمیوں کو محدود یا ختم کیا جاسکے بعد ازاں امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے رپورٹ دی ہے کہ پاک افغان سرحد کی بجائے کابل، وردگ، اور لوگر میں تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اخبار کے مطابق اتحادیوں کو کابل اپنے ہاتھ سے نکلنے کا خطرہ ہے۔

کرزئی انتظامیہ کی مسترد شدہ فرمائش پر تو یہی کہا جاسکتا ھے کہ 'انوکھا لاڈلا کھیلن کو مانگے چاند' جبکہ امریکہ کی جانب سے فوجیوں کی تعداد بڑھانے کے بیان پر طالبان ترجمان قاری یوسف احمدی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ امریکی حکام اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے فوجیوں کی تعداد سے متعلق پیغامات آئے روز تبدیل کر رھے ھیں لیکن انھیں شرمناک شکست دی جائے گی انھوں نے کہا کہ اضافی امریکی فوجی افغانستان آنے کا مطلب ھے کہ ھمارے اھداف زیادہ اور مزید آسان ھوگئے ھیں۔

☆افغانستان میں مشکلات کی شدت اندازوں سے زیادہ ہے۔ عسکریت پسندوں کو پاکستانی علاقوں سے امداد ملتی رہی اور وہاں سے حملے ہوتے رہے تو اتحادی افواج کامیاب نہیں ہوں گی: بش

بغداد میں 'جوتا باری' کا سامنا کرنے کے بعد ڈھیٹ امریکی صدر بش بغیر اعلانیہ دورے پر افغانستان جا پہنچا۔ بگرام ایئربیس اور کابل میں بش نے تسلیم کیا کہ افغانستان میں (نام نہاد، خودساختہ) امن و استحکام لانے میں کافی مشکلات کا سامنا ہے اور طالبان کے خلاف جنگ طوالت اختیار کر جائے گی جبکہ درپیش مشکلات اندازوں سے زیاہ ہیں۔ بش نے مزید کہا کہ عسکریت پسندوں کو پاکستانی علاقوں سے امداد ملتی رہی تو اتحادی افواج کے لیے جنگ جیتنا مشکل ہوجائے گا۔ دریں اثنا ایک انٹرویو میں بش نے اپنے 8 سالہ سیاہ دور حکومت میں شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کو گرفتار نہ کرسکنے پر افسوس کا اظہار کیا۔

بڑے آبرو ھو کر تیرے کوچے سے ھم نکلے کے مصداق آٹھ سال تک امن و عالم کو تہہ و بالا کرنے والے، اپنی حماقتوں کے سبب امریکہ اور عالمی طاغوتی نظام کو تباھی کے دھانے پر لا کھڑا کرنے والے، بش کا یوں تو پورا دور ھی رسوائیوں کی داستان ھے لیکن آخری ایام حکومت میں جو ذلتیں اس کا مقدر بنی ھیں وہ اپنی مثال آپ ھیں۔ بیانات اور سرد آئیں اس شکست کے آئینہ دار ھیں اور اس بات کی غمازی کرتے ھیں کہ حق کی فتح کا سورج جلد ھی طلوع ھونے کو ھے۔ ان شاء اللہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۳۰ پر)

اِک نظر ادھر بھی!

ترتیب وتبصرہ: شاہد عزیز

☆**امریکہ اوراتحادی افغان جنگ نہیں جیت سکتے: آبزرور**

برطانوی اخبار' آبزرور' نے لکھاہے کہ امریکہ' برطانیہ اور انکے اتحادی افغان جنگ نہیں جیت سکتے۔اخبار کے مطابق وہ برطانوی افسر جو کہتے ہیں کہ طالبان ختم ہوگئے ہیں اب کہہ رہے ہیں افغان میں فتح کا امکان نہیں۔اخبار کے ایک مضمون کے مطابق افغان مسئلہ کا کوئی جنگی حل ممکن نہیں۔جبکہ یہ جنگ کئی اعتبار سے ہاری جاچکی ہے۔اخبار کے مطابق امریکہ کی طرف سے افغانستان میں مزید فوجی بھیجنے سے جنگ کی شدت اوراموات میں اضافہ ہوگا۔مضمون میں کہا گیا ہے کہ بہت سے افغان سمجھتے ہیں کہ کرزئی حکومت کے کرپٹ اورنااہل دور کی نسبت طالبان زیادہ بہتر تھے۔اخبار کے مطابق افغانستان میں مسائل کو سمجھنے اورانکے حل کیلئے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔(15 دسمبر)

☆**بینک آف امریکہ کا 35 ہزار سے زائد ملازمین کو فارغ کرنے کا فیصلہ**

تفصیلات کے مطابق مالیاتی بحران اوراقتصادی کساد بازاری کے باعث بنک آف امریکہ کومختلف مسائل کا سامنا ہے۔جن سے نبٹنے کیلئے مالیاتی بنیاد کو مضبوط بنایا جارہاہے اوراسی مقصد کیلئے بڑی تعداد میں ملازمین کو فارغ کرکے فنڈز کی بچت کی جائے گی۔ابتدائی طورپر 35 ہزار ملازمین کو فارغ کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔جس پر تین سال کے دوران عمل کیا جائے گا۔(15 دسمبر)

☆**فرانسیسی صدر قاتلانہ حملے میں بال بال بچ گیا**

غیرملکی خبررساں ادارے کے مطابق فرانسیسی صدر سرکوزی پر حملے کی کوشش اس وقت کی گئی جب وہ اپنی صداتی رہائش گاہ ایک اجلاس میں شرکت کے بعد عشائیے میں شریک تھا۔ اس دوران پولیس نے گیلری سے ایک پچیس سالہ مشتبہ نوجوان کو گرفتار کرکے اس کی ملٹری سٹائل جیکٹ کے اندر سے خطرناک ہتھیار برآمد کئے اوراسے تحقیقات کیلئے لے گئے۔عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ گیلری میں متعدد افراد کا ایک گروپ کھڑا تھا کہ اچانک ایک پولیس اہلکار نے اس گروپ میں سے ایک شخص کو کھینچ کر باہر نکالا اوراسکی جیکٹ سے خطرناک ہتھیار برآمد کئے۔پولیس حکام کا کہنا ہے کہ اس کا ٹارگٹ صدر نکولس سرکوزی تھا تاہم وہ اپنے ہدف کے حصول میں ناکام رہا۔(17 دسمبر)

☆**عراق' افغانستان جنگوں میں امریکی اخراجات 900 بلین ڈالر سے بڑھ گئے**

امریکی ادارے سی ایس بی اے کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں امریکی فوج کے آپریشنز جن میں عراق اورافغانستان جنگیں بھی شامل ہیں' کے اخراجات 2001ء کے بعد 9.4 بلین ڈالر ہوچکے ہیں جو 2018ء میں بڑھ کر 1.7 ٹریلین ڈالر ہوجائیں گے۔رپورٹ کے مطابق عراق جنگ کے اخراجات 687 بلین ڈالر سے بڑھ گئے ہیں جو دوسری جنگ عظیم کے بعد سب سے زیادہ اخراجات ہیں۔رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ امریکہ کے افغان جنگ کے اخراجات 184 بلین ڈالر ہوگئے ہیں جو ویتنام جنگ سے 50 فیصد زائد ہیں۔اس کے برعکس حکومتی احتساب آفس نے اپنی ایک رپوٹ جاری کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ امریکی کانگرس نے گلوبل دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے پنٹاگون کو 808 بلین ڈالر فراہم کردیئے ہیں جن میں عراق جنگ کیلئے 508 بلین ڈالر اورافغان جنگ کیلئے 118 بلین ڈالر رکھے گئے ہیں۔سی ایس بی اے کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امریکی ٹیکس دہندگان اگلی دہائی میں 416 سے 817 بلین ڈالر ٹیکس ادا کرینگے۔(17 دسمبر)

☆**امریکہ کا عراق کی طرز پر افغانستان میں بھی ملی ملیشیا تیار کرنے کا فیصلہ: امریکی ٹی وی**

امریکی ٹی وی کے مطابق اس طرز کی پہلی ملیشیا افغان صوبے وردگ میں تیار کی جائیگی جس کے تمام اخراجات امریکہ ادا کریگا۔امریکیوں کوامید ہے کہ اس منصوبے کی کامیابی کے بعد ۲۰۰۹ء کے اوائل میں افغانستان کے دوسرے علاقوں میں بھی ایسی ملیشیائیں قائم کی جائیں گی جبکہ کٹھ پتلی کرزئی انتظامیہ کوخدشہ ہے پیسے سے تیار ہونے والی مقامی ملیشیا مرکزی حکومت کے لیے مسائل پیدا کرسکتی ہے۔

مقامی ملیشیائوں اورقبائلی لشکروں کا جوانجام عراق اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ہوا ہے اس سے اب تک امریکہ کی آنکھیں کھل جانی چاہیں کہ جو بھی شخص یا گروہ صلیبی لشکر کی اعانت کے لیے مجاہدین کے خلاف کھڑا ہو گا اس کا انجام صلیبیوں سے بھی بدتر ہو گا لیکن شاید ایسے منصوبوں پر امریکہ کی ہٹ دھرمی سے اللہ تعالیٰ اہل اسلام میں سے منافقین ومرتدین کو چھانٹ کر الگ کردینا چاہتے ہیں۔

☆**امریکہ نے جنوبی کوریا سے عراق،افغانستان میں دوبارہ فوجی تعینات کرنے کا مطالبہ کردیا، ہمارے لیے اپنے فوجیوں کی بحفاظت وطن واپسی زیادہ اہم ہے: جنوبی کوریا**

امریکہ نے جنوبی کوریا سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ عراق اورافغانستان سے واپس بلائے گئے اپنے فوجیوں کو دوبارہ ان ممالک میں تعینات کرے۔''سیول'' کے ایک اخبار نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ واشنگٹن نے یہ درخواست عراق میں ایک اہم

فوجی کمانڈر کے ذریعے اس وقت کی جب رواں ماہ جنوبی کوریا نے عراق سے اپنے فوجیوں کوواپس بلالیا رپورٹ کے مطابق امریکی درخواست کے جواب میں کوریائی حکام کا کہنا تھا کہ ہمارے لیے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہم ان ممالک سے اپنے فوجیوں کو بحفاظت وطن واپس لے آئیں۔

جہادکی برکت اورمجاھدین کی قربانیوں کے طفیل وهی کفار جوسب اکٹھے هوکرامت مسلمہ پرٹوٹ پڑے تھے،آج شیطان بزرگ امریکہ کی منت سماجت کے باوجودپیٹھ پھیر کربھاگ رہے هیں اوربش کے بڑے بڑے اتحادی بھی اب اپنے مزیدفوجی مروانے کے لیے آمادہ نہیں هیں۔

'نصرمن الله وفتح قریب۔ان شاء الله'

☆صوبہ ہلمند میں 13 سالہ مجاہد کا شہیدی حملہ کئی برطانوی فوجی مردار:

''طالبان جنگ میں بچوں کا استعمال بند کریں''اقوام متحدہ اورصلیبیوں کا واویلا

افغانستان کے صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں ایک 13 سالہ مجاہد نے فدائی حملہ کر کے کئی برطانوی فوجیوں کوموت کے گھاٹ اُتار دیااورخودبھی اپنے رب کے حضور کامران ہوگیا۔ اقوام متحدہ اورصلیبیوں کے راہنماؤں نے اس واقعے کے بعدواویلا کیا کہ طالبان جنگ میں بچوں کواستعمال کررہے ہیں اورانہیں انسانی حقوق کا کوئی احساس نہیں۔

صلیبیوں کی لونڈی اقوام متحدہ کو 13سالہ مجاهدکے انسانی حقوق شایداس لیے یادآگئے که یه واقعه افغان قوم کے بچے بچے میں جذبہ جهاداورشوقِ شهادت کی موجودگی کاپتادے رہاهے۔نام نهادانسانی حقوق کے ان علمبرداروں کوشایدیه پتانهیں که حضرات معوذاور معاذ رضوان الله اجمعین کے وارث یہ بچے دین حق کی خاطراپنی جان قربان کرنااپنافرض اورعین سعادت سمجھتے هیں۔

☆برطانوی فوج جولائی کے آخر میں عراق سے نکل جائے گی۔آسٹریلیا کا بھی اپنی فوج واپس بلانے کا اعلان

برطانیہ جولائی 2009ء کے آخر تک عراق سے اپنی فوج واپس بلائے گا۔اس بات کا اعلان برطانوی وزیراعظم گورڈن براؤن نے بغداد کے اچانک دورہ کے بعدکٹھ پتلی عراقی وزیراعظم نوری المالکی کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس میں کیا،براؤن کا کہنا تھا کہ برطانوی فوج کے انخلاء کا عمل مئی میں شروع ہوکر جولائی کے آخر تک مکمل ہوجائے گا۔

ادھرآسٹریلوی وزیرخارجہ کے ترجمان نے بھی کہا ہے کہ اس کا ملک آئندہ جولائی تک عراق سے متوقع طورپرفوج واپس بلالے گا۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت مجاهدین کی طویل جدوجهداور قربانیوں کے باعث کفرکے لشکرایک ایک کرکے مسلمانوں کے مقبوضه علاقوں میں راہ فراراختیارکررهے هیں۔صلیبیوں کی ان فوجیوں نے پچھلے پانچ سالوں میں عراق کی سرزمین سے اپنے فوجیوں کی لاشیں اورشکست کی ذلت سمیٹی هے اورواپسی کے سفرمیں ان کے هاتھ میں رسوائی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

☆اقوام متحدہ کا افغانستان مشن کے لیے 2009ء کا بجٹ دگنا کرنے کا اعلان

افغانستان میں اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے کائی عیدی نے کہا ہے کہ اگلے برس افغانستان مشن کا بجٹ دوگنا کردیا جائے گا۔اس کا کہنا تھا کہ افغانستان میں چیلنج پیچیدہ ہوگئے ہیں۔امن وامان کی گرتی ہوئی صورتحال کے باعث ہمارے سٹاف کومشکلات کا سامنا ہے۔

اقوام متحده اور این جی اورطاغوتی طاقتوں کے وه ادارے هیں جوروپ بدل کرامت مسلمہ پروارکرتے هیں لیکن بیدارمغزمجاهدین کفرکے هرهتھکنڈے کوناکام بنانے کے لیے مستعدهیں۔یهی وجه هے که اقوام متحده بھی مجاهدافغان قوم کواپنے دام فریب میں لانے میں ناکام هوچکی هے۔

☆عراق سے اپنے فوجی افغانستان منتقل نہیں کریں گے:سربراہ برطانوی فوج

عراق میں برطانوی فوج کے سربراہ نے کہا ہے کہ وہ اپنے فوجی عراق سے افغانستان منتقل نہیں کریں گے۔واضح رہے کہ برطانیہ نے جولائی 2009ء تک عراق سے اپنی فوج واپس بلانے کا اعلان کردیا ہے۔

☆قصاص اورعبرت:طالبان نے شیخ ابواللیث اللیبی رحمۃ اللہ علیہ پرمیزائل حملے کی جاسوسی کرنے والوں کے سرکاٹنے کی ویڈیو جاری کردی،آئی ایس آئی کے کہنے پرخفیہ معلومات اورحملے میں معاونت کی جاسوسوں کا اعتراف

طالبان کی جانب سے گزشتہ ماہ ایک ویڈیو جاری کی گئی ہے جس میں ان پانچ افراد کے اعترافی بیانات شامل ہیں جنہوں نے جنوری میں القاعدہ کے راہنما شیخ ابواللیث اللیبی پر میزائل حملے کی جاسوسی کی تھی، مذکورہ حملے میں 11 مجاہدین شہید ہوگئے تھے۔

پینتالیس منٹ دورانیہ پر مشتمل اس ویڈیو میں پانچ افراد کودکھایا گیا ہے جوفرداًفرداًاپنانام بتاکراس بات کااعتراف کررہے ہیں کہ انہوں نے کس طرح 'عرب رہنماؤں' کی پناہ گاہ کا سراغ لگایااوراس کے اندر جاکروہ''چپ'' پھینک دی تھی ذریعے سے امریکی جاسوس طیارے''ٹارگٹ'' کی نشاندہی کرکے اس کونشانہ بناتے ہیں۔ ان افراد میں سے ایک افغان شہری جبکہ دیگروزیرستان کے رہائشی ہیں ان افراد میں ایک ایف سی کا اہلکاراور پاکستانی فوج کا ایک سپاہی بھی شامل ہیں اوران

لوگوں کا اپنے اعترافی بیان میں کہنا تھا کہ وہ اس کارروائی کے دوران پاکستانی خفیہ اداروں کے افسروں سے ملاقاتیں بھی کرتا رہے۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں حیرت اس بات کی ہے کہ ''مجاہدین'' کوان کی جاسوسی کا پتا کیسے چل گیا۔ان کا کہنا تھا کہ مجاہدین کے خلاف جاسوسی کرنے والوں کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ مجاہدین کا جاسوسی نیٹ ورک کافی فعال اور تیز ہے۔

ان پانچوں افراد کی ہلاکت سے متعلق مقامی انتظامیہ نے اس بات کی تصدیق کی کہ ان افراد کی سرکٹی لاشیں مختلف اوقات میں شمالی وزیرستان کے مختلف مقامات سے ملی ہیں۔

اس خبر پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ ویڈیو پاکستانی حکومت،فوج اور خفیہ ایجنسیوں کی فردجرم میں ایک اور ثبوت کا اضافہ ہے جبکہ پہلے سے روزروشن کی طرح عیاں یہ حقیقت بھی مزید مستحکم ہوگئی ہے کہ امریکی جاسوسی طیاروں کے میزائل حملوں میں پاکستانی حکومت اور فوج پوری طرح ملوث ہوتے ہیں اور ایسے تمام حملے پاکستانی اداروں کی نشاندہی،جاسوسی اور اعانت کے ذریعے کیے جاتے ہیں۔



بقیہ: صلیبی جنگ اور آئمۃ الکفر

☆ پاکستان کو اپنی سرزمین پر قائم'دہشت گردی' ختم کرنا ہوگی، یہ لڑائی برطانیہ کی گلیوں سمیت پوری دنیا کا احاطہ کیے ہوئے ہے''۔برطانوی وزیراعظم گورڈن براؤن

افغانستان، پاکستان اور بھارت کے غیر اعلانیہ دورے کے بعد واپس لندن پہنچنے پر برطانوی وزیراعظم 'گورڈن براؤن' نے اپنے 'زریں خیالات' کا اظہار کیا اس کا کہنا تھا کہ برطانوی پولیس نے 'دہشت گردی' کے جتنے بھی واقعات کی تحقیق کی ہے ان میں سے تین چوتھائی کا تعلق پاکستان سے ہے۔براؤن نے اسلام آباد میں آصف زرداری کے ساتھ پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ برطانیہ نے پاکستان میں دہشتگردی سے نمٹنے کا جامع پروگرام قریب دیا جس کے تحت پاکستان کو آلات کے علاوہ 60 لاکھ پونڈ بھی دیے جائیں گے۔براؤن نے برطانوی پارلیمنٹ میں کہا کہ پاکستان کے مستقبل کا انحصار 'دہشت گردوں' کا نیٹ ورک مکمل ختم کرنے پر ہے۔

مقام حیرت ہے کہ گورڈن برائون کو تو اپنے دشمنوں کا مکمل اور صحیح تعارف حاصل ہے اور صلیبیوں کا یہ سرغنہ جانتا ہے کہ کفار کو دھشت زدہ رکھنے والے اور ان سے "شدت" سے پیش آنے والے دنیا میں کہاں سے کہاں تک پھیلے ہوئے ہیں لیکن خود امت مسلمہ بالخصوص پاکستان کے عوام اپنے ان محسوس کے بارے میں بے خبر بلکہ گمراہ کن پراپیگنڈے کا شکار ہیں۔



جاهلیت کے مقابلے میں اسلام' جنگ بندی 'نہیں کرسکتا

اسلام کی فطرت کا یہ اہل تقاضا ہے کہ وہ بنی نوعِ انسان کو غیر اللہ کی بندگی کے گڑھے سے نکالنے کے لیے روزِ اوّل ہی سے پیش قدمی شروع کر دیتا ہے اللہ اس کے لیے جغرافیائی حدود کی پابندی ناممکن ہے، اور نہ ہی وہ نسلی حد بندیوں میں محصور رہ سکتا ہے' اسے یہ گوارا نہیں ہے کہ وہ مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی پوری نوعِ انسانی کو شر و فساد اور بندگئی غیر اللہ کا لقمہ بنتے دیکھے اور پھر سے چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کرلے اسلام کے مخالف 'جاہلیتوں' پر تو ایک ایسا وقت آسکتا ہے کہ ان کی مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ اسلام کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی نہ کی جائے.....مگر اسلام ان کے ساتھ جنگ بندی، کا موقف اختیار نہیں کرسکتا اِلّا یہ کہ وہ اسلام کے اقتدار کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیں اور جزیہ دینا قبول کرلیں جو اس امر کی ضمانت ہوگا کہ انہوں نے اسلام کے لیے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں اور وہ اس کی راہ میں کسی بھی طاقت کے بل پر روڑے نہیں اٹکائیں گے۔

اِس دین کا یہی مزاج ہے اور اللہ کی عالمی ربوبیت کا اعلان اور مشرق و مغرب کے انسانوں کے لیے غیر اللہ کی بندگی سے نجات کا پیغام ہونے کی حیثیت سے اس کا یہ ناگزیر فرض بھی ہے۔

(سیّد قطبؒ شہید)

کرسمس کیک کاٹنے کا جرم ـــــــ اسلام کی نظر میں

سید عمیر سلمان

اسلام اپنے ماننے والوں کو غیرت وحمیت کا ایسا خوگر بنا تا ہے کہ وہ اپنے دین کے سوا کسی سے مرعوب نہ ہوں۔ کیونکہ اس کائنات میں صرف اور صرف اسلام ہی 'الدین' اور 'الحق' ہے اور اس کے ماسوا سب کچھ باطل اور جھوٹ ہے۔

اسلام جہاں خیر وشر اور کامیابی ونا کامی کے اپنے معیار اور پیمانے مقرر کرتا ہے وہیں محبت اور دوستی، نفرت اور دشمنی کے لئے اپنے معیار کا تعین کرتا ہے اور اس کا اصرار ہے کہ محبت اور دوستی کے تمام تر رشتے صرف مسلمانوں کے ساتھ استوار کئے جانے چاہیں۔ ان کی زبان کوئی بھی ہو اور وہ دنیا کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھتے ہوں وہ آپس میں بھائی ہیں اور ان کا یہ رشتہ خونی رشتوں سے بھی مقدم ہے۔ اسی طرح دشمنی اور نفرت کے لئے بھی اسلام اپنا معیار قائم کرتا ہے کہ ہر شخص جو آپ کے دین میں داخل نہیں وہ آپ کا دوست نہیں ہوسکتا چاہے وہ والدین یا اولاد کی صورت قریب ترین رشتے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہاں تک کہ مسلمان والد کی اولاد میں سے کوئی اگر کافر ہو تو وہ اس کا وارث بھی نہیں۔

کفار میں سے کسی سے عداوت اور نفرت کا کتنا تعلق رکھا جائے اس بات کا انحصار اس کی کیفیت پر ہے کہ آیا وہ محارب کافر ہے یا کسی کافر ملک کا رہائشی ہے یا مسلمانوں کا ذمی کافر، ہر ایک کے بارے میں تفصیلی احکامات فقہ کی کتابوں میں درج ہیں۔

کفار سے دشمنی اور مومنین سے محبت کے اسلامی عقیدے کو اصطلاح میں 'الولاء البراء' کہتے ہیں۔ علماء کا کہنا ہے کہ 'کتاب وسنت' میں عقیدہ توحید کے بعد سب سے زیادہ بیان اسی عقیدہ کا ہے اور بعض علماء اسے عقیدہ توحید کا ہی جز وشمار کرتے ہیں۔

اب ہم نفسِ مسئلہ کی طرف آتے ہیں کہ 'عید میلاد مسیح علیہ السلام' جسے عیسائی 'کرسمس' کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اسے باقاعدہ اپنی عید قرار دے کر مناتے ہیں۔ گویا کہ یہ عیسائیوں کا اہم ترین مذہبی تہوار ہے۔ پہلے پہل بلادِ کفر میں رہنے والے مسلمانوں اس عادتِ بد کا شکار ہوئے کہ وہ عیسائیوں کے اس تہوار کے موقع پر ان کے 'گرجا گھروں' میں جا کر یا انہیں اپنے ہاں بلا کر کرسمس کیک کاٹتے اور ان کے ساتھ تحائف کا تبادلہ کرتے اور اُس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کفار سے ان کے تعلقات بہتر رہیں کیونکہ ان کے ملکوں میں رہتے ہوئے ان کی حیثیت کافروں کے ذمیوں کی سی ہوتی ہے اسلئے اپنے آقاؤں کو خوش کرنا وہ اپنے فرائض منصبی میں سے سمجھتے ہیں دوسرا اہم مقصد تجارتی تعلقات کو بہتر طریق پر استوار کرنا ہوتا ہے، اسی طرح ان کا تعارف ایک اعتدال پسند اور ماڈریٹ مسلمان کے طور پر ہو جاتا ہے جن سے کافروں کو یہ تسلی رہتی ہے کہ یہ ان 'دہشت گرد' مسلمانوں میں سے نہیں ہیں جو ہمیں ختم کرنا چاہتے ہیں، اور ہمارے نظام کو ختم کر کے خلافت اسلامی قائم کرنے کے خواہاں ہیں۔

کرسمس منانے سے مذہبی جمہوری جماعتوں اور دیگر سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ اب انتخابات چونکہ مخلوط طرز پر ہیں اس لئے ان عیسائیوں کے ووٹ بھی اہم ہیں شاید کہ ہمیں ہی حاصل ہو جائیں دوسرا یہ کہ بیرونی کافروں کے سامنے اپنے لئے کریمانہ تاثر (سافٹ امیج) پیدا کرنے کی کوشش بھی ہوتی ہے کہ ہم بتوں کو گرانے والے یا اسلامی احکامات پر بزور عمل کروانے والے 'طالبان' نہیں ہیں اور اس لئے اقتدار کے لئے موزوں ترین لوگ ہیں۔ ایک اہم مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ مقامی سیکولر اور لبرل طبقے کو اپنی داڑھی اور مذہب کی صفائی دی جائے۔

کفار کی عیدوں اور مذہبی تہواروں میں مسلمانوں کی شرکت کے بارے میں اسلام کے مفصل احکامات ہیں، ان میں سے چند احادیث، آثار صحابہؓ اور اقوال فقہاء درج کئے جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **من تشبه بقوم فهو منهم** 'جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ اُنہی میں سے ہوگا۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے: **من كثر سواد قوم حشر معهم** 'جو کسی قوم کی تعداد میں اضافہ کرے گا اس کا حشر (قیامت کو) اُنہی میں سے ہوگا۔

عطاء بن دینار سے روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق نے فرمایا کہ ''ان کے تہواروں کے دن ان کی عبادت گاہوں میں نہ جاؤ' کیونکہ ان پر اللہ کا غضب ہوتا ہے''۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص نے فرمایا ''جو شخص عجمیوں کافروں کے نیروز ومرجان (تہواروں) میں شریک ہو اور اس کا اہتمام کرے اور ان کی مشابہت اختیار کرے اور موت آنے تک اسی کردار پر قائم رہے تو قیامت کے دن انہی لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا''۔ (السنن الكبرىٰ بيهقى ۲۳۴/۹)۔ علمائے احناف کے نزدیک ان کے شعائر پر مبارک دینا ''کفر'' ہے۔ (البحر الدقائق) اس کی وجہ یہ ہے کہ شعائر مذہب کی علامت ہوتے ہیں گویا کہ اُن کے کفر پر مبارک دی جارہی ہے۔ امام ابو حفص حنفی لکھتے ہیں کہ ''اگر کوئی کسی مشرک کو کسی دن کی تعظیم میں تحفہ دیتا ہے تو یہ کفر ہے'' (فتح البارى ۵۱۳/۲)

امام ادریس ترکمانی حنفی ایسے اعمال کے ذکر کے بعد جن کا ارتکاب 'مسلمان' عیسائیوں کی عید کے موقع پر کرتے ہیں' فرماتے ہیں 'علمائے احناف میں سے کچھ یہ کہتے ہیں کہ جس نے یہ سب کچھ کیا اور بغیر توبہ کے مرگیا تو انہی کی طرح کافر ہے (اللمع فى الحوادث۔ ۳۹۴/۱)۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں شعائرِ کفر سے متعلقہ کاموں پر مبارک باد دینا باتفاق علماء حرام ہے اس کی مثال ایسی ہے جسے انہیں صلیب کو سجدہ کرنے پر مبارک دی جائے' یہ تو کسی کو شراب پینے اور زنا کرنے پر مبارک باد دینے سے بھی بُرا ہے۔ (احکام اهل الذمه ا۔۲۰۴)

بعض مالکی فقہا کا کہنا ہے کہ ''جس نے نیروز کے احترام میں تربوز کاٹا تو اس نے گویا سور ذبح کیا (اللمع فى الحوادث)

غور کرنے کی بات ہے کہ دنیا کے عارضی مفاد کے لئے اپنی آخرت برباد کئے جانا کہاں کی عقلمندی ہے۔؟؟؟



جن سے وعدہ ہے کہ جو مر کے بھی نہ مرے

[حسن بھائی کی شہادت سے ۲ روز قبل ان کے انتہائی قریبی دوست جواد مہاندس کا خونِ جگر سے لکھا ہوا خط ایمان کو جلا بخش رہا ہے]

ہر دل عزیز اور بہت ہی پیارے بھائی حسن !!!!!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مکمل حفظ وامان میں رکھے۔ تمام نیک اور ارفع واعلیٰ مقاصد میں کامیابی نصیب فرمائے۔ بہت دن بعد مخاطب ہو رہا ہوں مگر وجہ آپ کو بھول جانا نہیں بلکہ ذرائع خط وکتابت میں درپیش مشکلات ہیں۔ جسم یہاں موجود ہے مگر دِل ودماغ سنگلاخ پہاڑوں کی گمنام گھاٹیوں کے سفر پر نکل نکل جاتے ہیں۔ اور پھر تصورات کی دنیا میں حسن اور شریف الدین کی رفاقتوں کا مزہ لیتے ہیں۔ کبھی تنہائی کے لمحات میں آنکھیں بھی اللہ کی راہ میں اپنا لہو پیش کرنے کا سبق یاد دِلانے کے لئے گردن اور رُخساروں کو نم آلود کرتی ہیں اور پھر جب جب شہداء کی رفاقتیں یاد آتی ہیں تو دل بے اختیار پکار اُٹھتا ہے۔ اے اللہ!!!! اب اِن بے رنگ آنسوں سے کام نہیں چلتا بس اب میری گردن کو بھی سرخ خون سے نم آلود فرما دے کہ میں بھی تو اِن ہی کا رفیق سفر تھا۔ کبھی اپنی ٹوٹی ہوئی کلاش کوف یاد آتی ہے۔ اور کبھی شعلہ زبان پیکا (الحتف) یاد آتی ہے تو پورے جسم میں بے چینی کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں۔

بھائی سنو! جو لوگ اس راہِ عزیمت کے راہی ہوتے ہیں۔ اُن کو قدم قدم پر اپنے محبوب ساتھیوں سے بعض اُوقات وقتی طور پر اور بعض اُوقات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچھڑ جانے کے صدمات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر جب کبھی اُن ہمیشہ کے لئے بچھڑ جانے والوں کے ساتھ گزرے لمحات، ان کی باتیں، ادائیں اور بے مثال رفاقتیں یاد آتی ہیں اور دل ودماغ کے دریچوں پر دستک دیتی ہیں تو جواباً سینے میں اُن کی محبت کے گرم جذبات اُبل اُبل پڑتے ہیں، دل آہیں بھرتا ہے، سانسیں دبی دبی سسکیوں میں بدل جاتی ہیں اور پھر آنکھیں گرم گرم آنسوؤں سے شدتِ غم کا پتہ دیتی ہیں۔ اِسی منظر نامے میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی بے لوث محبتوں، بے پناہ چاہتوں اور پُر خلوص رفاقتوں کو چھوڑ کر ایک مجاہد اللہ کے حکم کی تعمیل، رسول ﷺ کی محبت، اور دین اسلام کی سربلندی، کی چاہت دل میں بسائے خواہشات نفسانی کو قربان کر کے آرزوں کو عمل کے سانچے میں ڈھالتا ہوا گرم محاذوں پر جا نکلتا ہے۔ اور پھر اگر کبھی محاذوں پر ان میں سے کسی کے ہمیشہ کے لئے بچھڑ جانے کی خبر ملے تو اس کے نتیجے میں ایک مجاہد پر طاری ہونے والے غم اور اس کی دل گرفتگی کو بیان کرنے کا ظرف اِن الفاظ میں نہیں۔۔۔ کیونکہ یہ الفاظ تو سچے احساسات کا بدل نہیں ہو سکتے۔۔۔ مگر میرے بھائی یہ راستہ تو ہے ہی آزمائشوں پر آزمائشوں اور مشکلات پر مشکلات اور قربانیوں پر قربانیوں اور پھر ان سب پر صبر کامل کا راستہ۔۔۔

رافع بھائی کو کہنا کہ ''مجھے جب بھی آپ کا یہ جملہ یاد آتا ہے کہ جب تک آپ واپس آؤ گے تو شاید اس وقت تک میں شہید ہو چکا ہوں گا، تو بہت پریشان ہو جاتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ فوراً واپس لوٹ آؤں۔ اور مجھے آپ سے جدا ہونے کی آخری لمحات ہرگز ہرگز نہیں بھولتے''۔ نعمان بھائی سے کہنا کہ ''جب میں بیمار تھا تو آپ نے میری جتنی زیادہ اور پُر خلوص خدمت کی تھی میں اس پر آپ کا خاص احسان مند ہوں''، کامران بھائی سے کہنا ''آپ کی خوب صورت باتیں اور انتہائی لذیذ اور چٹ پٹے کھانے بہت یاد آتے ہیں''، مدثر بھائی کو پُر تپاک مبارک باد دینا اور کہنا کہ ''جب میں نے سنا تو سوچتا تھا کہ اے کاش! آپ کی جگہ میں ہوتا'' اختر بھائی سے کہنا کہ ''عبدالرحمٰن بھائی کی بات تو پوری ہوگئی ہے۔ آپ کا کب کا ارادہ ہے؟ یار جانے سے پہلے ایک بار مل ضرور لینا کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہی شہید ہونا چاہتا ہوں اگر چہ اس وقت آپ دونوں نے مجھے اپنے سے دور ہٹا دیا تھا''

سنا ہے بھائی آپ بہت ہی سخت مزاج ہوگئے ہیں بھائی مسکراتے رہا کریں اور نرمی کو اپنا شعار بنائیں۔ عسکری علوم میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں اس کے علاوہ حصول علم دین کے لئے تو آپ کو شمع کے پروانے جیسا ہونا چاہیے۔

آئے روز میزائل حملوں کی اطلاعات ملتی ہیں تو دل کی ڈھڑکنیں تھمنے لگتی ہیں۔ طبعیت شدید اِضطراب اور اُداسی کا شکار ہو جاتی ہے۔ آپ اور محبّ اللہ شدت سے یاد آتے ہیں۔ محفلوں کی گہما گہمی ڈستی ہے کہ آپ لوگوں کے بغیر دل نہیں لگتا۔ دل چاہتا ہے جلدی سے دوبارہ آپ سے آملوں۔ معاملات کمزوری کا شکار اور ایمان منافقت کے گھیرے میں سِسک رہا ہے۔ بس محاذوں پر گزرے چند دن اور اُن کی یادیں ہی تھوڑا سا اثاثہ اور سہارا ہیں۔

الحمدللہ اخبارات، رسائل اور میڈیا اپنے یہودی ایجنڈے (جھوٹ، اخفاء اور سنسر) اور ملکی حکومتوں کی طرف سے تمام تر پابندیوں اور مخالفتوں کے باوجود مجاہدین کی فتوحات اور کامیابیوں کے تذکرے، کبھی چھپے اور کبھی کھلے انداز میں نشر کرنے پر مجبور ہیں کہ اس کے سواء کوئی چارہِ کار ہی نہیں ہے۔ جو کہ مرتدین کے پاگل پن، آئمۃ الکفر کی بے بسی، امریکہ و برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کی طرف سے اپنی شکست وناکامی کا کھلے لفظوں میں اقرار اور طاغوت اکبر امریکہ کی اُس فیصلہ کن معرکے میں ذلت آمیز شکست کا پتہ دیتے ہیں۔۔۔ رکو نہیں۔۔۔ تھمو نہیں۔۔۔ کہ معرکے ہیں۔۔۔ تیز تر۔۔۔

حق آیا ہی چاہتا ہے۔۔۔ اور باطل مٹنے کو ہے۔۔۔ بے شک باطل مٹنے ہی کے لئے ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کی مدد ونصرت اور اُس ہی کے حکم سے ہے۔ اور اللہ کے حکم کو بجالانے والے اور اس کی مدد ونصرت کے حق دار کون لوگ بنے ہیں؟؟؟؟ تو آپ لوگوں کی عظیم قربانیاں اور بے پناہ ثابت قدمی اِس چیز کی محتاج نہیں ہے کہ مجھ جیسے ساحلوں پر کھڑے ہوئے لوگ اس داستان کو بیان اور اس کا اعتراف کریں۔ کیونکہ سورج تو روشنی کا محتاج ہی نہیں ہوتا۔۔۔

باقی گھر والوں کے نام، وقتاً فوقتاً خط لکھ دیا کریں۔ شریف الدین کو بھی یہاں کے احوال سے آگاہ کر دینا۔ منیر بھائی اور شریف الدین کے ہاتھ چوم کر میرا اسلام کہنا کہ شاید اِس طرح میرے ان کے متعلق جذبات کا تھوڑا سا اظہار ہو سکے۔ دونوں کا خیال رکھنا۔۔۔ ساتھیوں کے نام نہیں لکھ رہا مگر سب ساتھیوں سے فرداً فرداً مل کر میرا مشرقی اُفق سے اُبھرتے ہوئے سورج کی۔۔۔ نیل گوں آسمان پر۔۔۔ چمکنے والی پہلی کرن۔۔۔ جیسا سلام پہنچا دینا۔ اور ہاں یار۔۔۔ معاف کرنا۔۔۔ میں بھول ہی گیا۔۔۔ میری طرف اپنے ہاتھ خود ہی چوم لینا۔۔۔ (چہرے پر ہلکی سی شرارت بھری مسکراہٹ اور آنکھوں میں آنسو)

فقط

جوّاد

اے وارثانِ منبر و محراب ہوشیار
اللہ کے رسولؐ کی نسبت سے ذی وقار

ہر دورِ انحطاط میں امّت کے پاسباں
ہر دورِ انقلاب میں امّت کے پاسدار

امت کا جب سفینہ گرداب میں پھنسا
آپ ہی کے اتحاد نے بیڑا کیا ہے پار

امت پہ آج آکے عجب وقت پڑا ہے
ہر سمت سے امّت پہ ہے کفار کی یلغار

دیکھو جدھر ہیں حکمراں دجّال کے حلیف
اے وارثانِ منبر و محراب ہوشیار

پھیلا رہے ہیں تیرگی دجل و فریب کی
یہ چاہتے ہیں دین سے اُٹھ جائے اعتبار

سوچو کہ اہل کفر تو وحدت میں ایک ہیں
اور چاہتے ہیں آپ کے فرقے ہوں بے شمار

یہ حکمراں تو چاہتے ہیں دجّال کا نظام
ایسا ہوا تو آپ ہی پھر ہوں گے ذمہ دار

اے وارثانِ منبر و محراب ہوشیار
بیدار ہوں بیدار ہوں بیدار ہوں بیدار

(ناصرصدیقی)

رسول ﷺ کا جھنڈا (خاکم بدہن) سرنگوں ہوا جا رہا ہے۔حضرت ابوعبیدہ، سعد بن ابی وقاص، خالد بن ولید اور ابوایوب انصاری رضوان اللہ علیھم اجمعین کی روحیں اپنی خواب گاہوں میں بے چین ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ اس لیے کہ مسلمان میں غیرت وحمیت مفقود ہو رہی ہے۔ جو دینی جرأت ان کی میراث تھی وہ انہوں نے غفلت اور تعیش کے نشہ میں دوسروں کے حوالے کر دی ہے۔

یہی نہیں کہ اِس مصیبت کے وقت ایک مسلمان نے مسلمان کی مدد نہیں کی۔ بلکہ قیامت تو یہ ہے کہ کفار کی مولات واعانت اور وفاداری کے شوق میں ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کی گردن کاٹی۔ بھائی نے بھائی کا خون پیا اور دشمنوں کے سامنے سرخرو ہونے کے لیے اپنے ہاتھ اپنے ہی خون میں رنگے۔

اے فرزندان اسلام! اے محبانِ ملت!

آپ کو مجھ سے زیادہ معلوم ہے کہ جس برق مسلم سوز نے ان بلادِ اسلامیہ کے خرمن آزادی کو جلا دیا اور خلافتِ اسلامیہ کے قصر کو آگ لگائی۔اس کا اصلی ہیولا عربوں اور ہندوستانیوں کے خونِ گرم سے تیار ہوا تھا اور جس دولت سے نصاریٰ ان ممالک مقدسہ میں کامیاب ہوئے اس کا بہت بڑا حصہ تمہارے دست و بازو سے کمایا ہوا تھا۔

پس کیا اب بھی کوئی ایسا پلید اور غبی مسلمان پایا جاتا ہے جس کو نصاریٰ کے مولات ومناصرت کے نتائجِ قطعیہ معلوم نہ ہوئے ہوں اور ایسی تشویش ناک حالت میں جبکہ ڈوبتا ہوا آدمی ایک تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے وہ اس فکر میں ہو کہ موالات کے جواز کی کوئی صورت نکالے۔

اے میرے عزیزو!

یہ وقت استحباب اور فرضیت کی بحث کا نہیں بلکہ غیرتِ اسلامی اور حمیت دینی سے کام لینے کا ہے۔ کہیں علمائے زمانہ کا چھوٹا بڑا اختلاف تمہاری ہمتوں کو پست اور تمہارے ولولوں کو پژمُردہ نہ کر دے۔

[شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ]